TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222686

UNIVERSAL LIBRARY

الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

الحمد لله والمنة که کتاب هدایت انتساب از تصانیف مقتدائے آفاقی حضرت حاجی امداد الله رحمه الله اعلیٰ

غذائے روح

سنه ۱۳۲۱ھ

۱۹۰۳ء

بتصحیح تام و باهتمام بندهٔ مستهام محمد عبد الاحد عفا الله عن الصمد بماه ربیع الاول ۱۳۲۱ھ

در مطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد

Checked 1965
١٣٨٦٩
CHECKED 1966

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1952

کس ... حمد و ثنا اُس ذات کی | کن سے پیدا جس نے موجودات کی
... ہو حمد کب | جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہان | ہو گئے دو حرف سے کن کے عیان
حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا | کن سے یہ کونین کا نقشہ بپا
ہے منزہ وہ تو از کون و مکان | اُسکے پرا و صافِ قدرت ہین عیان
یا الٰہی تو ہے بیچون و چگون | راہ اپنی کا میرا ہو رہنمون
ہے تو ہی پروردگار دو جہان | ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جان
خوان الوان عام ہے سب پر تیرا | شکر احسان پر کرون تیری سدا
کم ہے طاعت کب تیری آوے بجا | ہان مگر ہو لطف کچھہ ہمپر ترا
تجکو جو لائق ہے طاعت اے خدا | ہووے شاید جب کسی سے کچھہ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ | ... کام و زبان شیرین ذرا
نام پاک اُن کا ہے احمد مجتبیٰ | ... اُن وہ مقبولِ جنابِ کبریا

کس سے ہووے نعت ختم المرسلین / جز بذات پاک رب العالمین
ذات احمد ہے وہ بحر بیکران / جسکا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
ذات پاک احمد ہے والشمس و ضحےٰ / جس کے یہ ذرے ہین سارے اولیا
ہے سزاوار اوس کو تاج سروری / زیب اوسے ہے خلعت پیغمبری
سرور عالم محمد شاہ دین / پیشوائے اولین و آخرین
حکم اون کا ہے جہان مین سربسر / وہ یہان آئے ہین سب سے پیشتر
ذات پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر / ہوتے کب ارض و سما جن و بشر
اوسپہ پڑہ امداد تو لاکہون صلواۃ / تجکو ہو جس کی شفاعت سے نجات
آل اور اصحاب جتنے ہین تمام / پڑہ تو اُنپر سو درود اور سو سلام

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب صلعم رضی اللہ عنہم

شہسواران جہان مردان دین / چار یار مصطفیٰ اہل یقین
اول ابو بکر صدیق اہل دین / ... عمر والایقین
تیسرے عثمان با حلم و حیا / چوتھے ہین حضرت علی شیر خدا
اور سب اصحاب اوسکے ذی علوم / ہین ہدایت کے فلک پر وے نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا / ہے انہین چارون سے دین کو ارتقا
اُن سے راضی ہے خدائے دوسرا / اور خوش ہین اون سے حضرت مصطفےٰ
تو بھی جان و دل سے لے امداد اب / رہ فدا اُن پر سدا ہر روز و شب
جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہوا / ہے وہ مردود جناب کبریا

اس داستان مین تبرکاً بیان حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والاولیا حضرت مولانا و اولانا قطب میان دوآب نور الاسلام حضرت خداوندم میانجیو نور محمد جھنجھانوی

لوہاروی نوراللہ مرقدہٗ و روح اللہ روحہ العریض قدس سرہٗ العزیز

نام سے مرشد کے اے امداد آ / دے زبانِ دل کو اب کچھہ ذائقا
سرورِ عالم شہ دنیا و دین / عاشق و معشوق رب العالمین
ماہی دریائے توحیدِ خدا / مظہرِ حق مصدر سرِ خفا
واقف اسرارِ حق دانائے راز / بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہِ دین سرخیل جملہ اولیا / تاج بخشِ اصفیا و اتقیا
پیشوائے شاہ شاہانِ جہان / مقتدائے جانِ جانانِ جہان
رہنمائے زبدۂ اربابِ علم / رہبرِ ہر قدوۂ اصحاب علم
حامیِ دین متین خیر الامم / دافع بدعات و کین کفر و ظلم
اخترِ چرخ ہدا ماہ عطا / بحر علم معرفت نجم الہدا
قبلۂ ارباب و اصحاب یقین / کعبۂ عُبّاد زُہّاد اہلِ دین
ت اور مرے سے دوجہان ا ے / حضرتِ نور محمد نیک پے
حضرتِ نور محمد اولیا / پیر و مرشد ہین مرے اور رہنما
ہین وہ بیشک مظہر انوار حق / سر سے پا تک مصدر انوار حق
دیکھہ ٹک جلوہ ذرا اس نور کا / جس سے ہے پر نور یہ دو نوسرا
سارے عالم پر ہے اسکا پرتوا / کونسی جا وہ نہین جلوہ نما
جس کے سر پر خاص سایہ اسکا ہو / ملک غیبی کا ہُوا سلطان وہ
خاص جلوہ کی چمک جس پر پڑی / چرخ غیبی کا ہوا ماہ جلی
چشم رحمت سے نظر جسپر کرے / قطرہ سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتو اُس نور کا جسپہ پڑا / ہو گیا ذرہ سے خورشید ضیا
پرتو ونکا اُس کے کیا ہووے بیان / ہے ہر اک ان مین سے خورشید جہان
آگے اُنکے ذرہ کے ذرہ مثال / ہے یہ خورشید فلک بے قیل و قال
کیونکہ ہین یہ سبکے سب خورشید جان / اور یہ ہے آفتابِ آسمان

اس مین اُس مین فرق ہے بس بیشمار
روشنی سے اُسکے ہو دنیا کا کار
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھولکر
چاہے تجکو اگر وصل خدا
عکس سے اس نور کے تا اے پسر
الغرض جو راہ حق [illegible] ہے
گرچہ یہان سے [illegible] ال
بلکہ سو چند اس سے ہے نور ضیا
اِنکو بیشک وہ سراسر نور ہے
سال تاریخ و تولد اور وفات
جب ہوا پیدا وہ نور معرفت
ہجرت نبوی کا ای فرخندہ فال
بارہ سو اونسٹھہ مین کرکے انتقال
جس کو ہووے شوق دیدار خدا
مولد و مرقد شریف اُن کا پسر
گر نہ آوے تجکو کوری سے نظر
شہر جھنجانہ ہے اک جائے ہُدا
مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار
متصل اُس شہر کے اِک نیکنام
سیّد محمود ہے نام شریف
پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی
اُس جگہہ ہے مرقدِ پاک جناب
اعتقاد دل سے جو جاوے وہان

اس سے حاصل کار غیر اور اُس سے یار
نور سے اُن کے ہو حاصل روے یار
ھر جگہہ نور محمدؐ جلوہ گر
سایۂ نور محمد مین تو آ
روے جانان پر پڑے تیری نظر
جا قدم لے دوڑ تیرے پیر کے
فیض باطن ہے وے اُن کا بحال
کیونکہ پردہ جسم کا بہی اوٹھہ گیا
نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے
اون کی دونو مجہسے سُن ای نیکذات
شبلی دوران ادہم کی صفت
بارہ سو پر تہا زیادہ ایک سال
اس جہان سے جا ملے با ذوالجلال
اُن کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
خلق مین روشن ہے جون شمس و قمر
پوچھہ لے مجہسے تو اب اے بیخبر
مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا
اس جگہہ تو جان لے اے ہوشیار
ہے عجب دلچسپ درگاہ امام
ہے مکان وہ بس عجیب و بس لطیف
سے ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
سر جہکاتے ہین جہان سب شیخ و شاب
اوسپہ سب اسرار باطن ہون عیان

دیکھتے ہی اُس کے مجکو ہے یقین — اُس کو ہو دیدار رب العالمین
کرتے ہی زیارت مزار پاک کی — ہوویں ظاہر اُس پہ اسرار خفی
کیون پھرے ہے جا بجا سرمار تا — سایۂ نور محمد مین تو آ
جو نہو قدرت تجھے اُس نور تک — اُس کے خلفا کے تو جا دامن سے لگ
ہین بہت اُنکے خلیفہ اور مرید — پا سکے ہے اُنکو کب تو اے سعید
ہین مرید اور طالب اُن کے بیشمار — جنکی برکت ہے جہان مین آشکار
لیکہ اُن کا مرتبہ دیکھے سے وہ — چشم بینا دل مصفا جس کے ہو
اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر — ہو رہا ہے تو تو بالکل بے بصر
القصہ گر تجکو اب منظور ہے — دون پتا بعضون کا ان مین سے تجھے
طالب صادق ہے جو تو اے میان — دون بتا خانہ کا مین اُنکے نشان
راہ حق تجکو اگر مطلوب ہے — قصبۂ تھانہ بھون کی راہ لے
ہین خلیفہ آپ کے چند اک اُن — نور سے جنکے ہے روشن سب جہان
فیض اُن کا عام ہے اک خلق پر — چھوڑ گھر اور جلد لے جا اُن کا در
صحبت اُن کی جان پارس لے تو تا — جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا
ہے نگہ مین اسقدر اُن کی اثر — سنگریزے جس سے ہون رشک قمر
دیکھتے ہی اُنکے دم مین لے اخی — سو برس کا بت پرست ہووے ولی
اسطرح کے چھوڑ کر مردان حر — جھانکتا پھرتا ہے کیون عالم مین گرد
ہین خلیفہ اُن کے گرچہ بے شمار — لیکہ اُن مین سے ہین دو اعلی وقار
ان مین سے دو شخص ہین اہل ہدا — ماہ برج معرفت شمس الضحی
نیر برج کرم ماہ عطا — گوہر درج نعم بحر سخا
صاحب ارشاد تلقین و ہدا — عاشق حق نائب خیر الورا
عالم و زاہد ولی اہل مقام — متقی و پارسا و نیکنام
یعنے ہین حافظ محمد ضامن اب — فیض کی طالب سے جنسے خلق سب

دوسرے شیخ محمد مولوی — علم و زہد اُن کا ہے عالم پر جلی
بحر ہے مواج دونو علم کا — ظاہری و باطنی با اہتدا
وصف اُن کا ہو سکے کس سے ادا — بحر عرفان کے ہین دونو آشنا
مجمع البحرین ہین عرفان کے — جانئے باغ دوجہان سرسبز ہے
دیکھنے کو حق کے یہ آنکھین ہین دو — بے حجاب ہو دیکھہ ان سے یار کو
دیکھنے کو مصحف رخسار جان — چشمۂ عینک ہین دونو ایک سان
مُلک غیبی کے ہین دو شمس و قمر — نور سے دیکھہ اُن کی روئے سیمبر
شمع دو ہاتھوں مین دیدی ہین تیرے — راہ سیدھی آپ تو اب دیکھہ لے
اُسپہ بھی پہر تو اگر اندہا رہے — قعر گمراہی مین بیشک جا پڑے

مناجات بجناب باری تعالےٰ

اُنکی برکت سے مجھے بھی یا خدا — اپنے کوچہ کا ذرا رستہ بتا
سانتہ کا میرے ہر اک واصل ہوا — کوئے فرقت مین رہا مین ہی پڑا
مین بھی تو اُس نور کا سایہ ہون آہ — درد مجکو ڈالکر مت کر تباہ
گرچہ نالائق ہون بدکار اور بُرا — کفش بردار ہون مگر اُس نور کا
نیک ہون یا بد بہلا ہون یا بُرا — تیرا کہلا کے کہان جاؤن خدا
مت اُٹھا ذلت سے اس در سے کہین — دوسرا در مجکو اب ملتا نہین
اپنی رحمت سے بُلایا دور کر — چہوڑونگا کبھی مین تیرا در
مجھسے ہین بندے ترے بے انتہا — پر نہ مجھکو تجھہ سوا ہے دوسرا
دیکے عزت پہر مجھے مت کر تو خوار — اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار
مت مسلط مجھپہ کر شیطان و نفس — ہاتھہ سے تیرے ہو بیٹھا اور بس
تجھسے ہی شرمندگی بس ہے مجھے — پر نکر شرمندہ آگے اور کے
شامتِ اعمال سے اپنے مگر — ایک مدت تک رہا ہین دور تر

ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے ‏ اب جو آیا ہون تو مجکو بخشدے
کیا کرون مین عذر تقصیرات کا ‏ تیرے آگے عجز وزاری کے سوا
آہ وزاری سے اٹہا دست دعا ‏ مانگتا ہون تجہسے تجکو اے خدا
تجکو ہی تجہسے طلب کرتا ہون مین ‏ اور کی خواہش نہ اب کرتا ہون مین
نے گدائی تاجداری چاہیئے ‏ پر ترے کوچہ کی خواری چاہیئے
کر مجہے یون اپنی الفت سے تو مست ‏ جنسے ہو وین سب خیال غیر پست
دے مجہے اب ہوش یارب اسقدر ‏ تجہپہ دیوانہ رہون آٹہون پہر
ذکر ہوے تو تیرا ہوے سدا ‏ فکر ہوے تو تیرا ہووے سدا
غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو ‏ تیری الفت سے یہ دل معمور ہو
فکر باطل دل سے میرے دور کر ‏ مظہر انوار سے پر نور کر
دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی ‏ ایک دم آرام نے پاؤن کبہی
مشتغل ہووے درد و غم کے جام سے ‏ ایک دن بیٹہون نہ مین آرام سے
درد و غم کر اسقدر یارب عطا ‏ جو کہ دیکہے مجکو دے آنسو بہا
سینہ بریان چشم گریان جان بلب ‏ عشق مین کہینچون سدا رنج وتعب
کر عنایت بیخودی اب مجکو دو ‏ آپکو کہو کر مین پاؤن آپ کو
درد الفت دے وہ اب دلکو مرے ‏ درد میرے کو دوا ہو درد سے
خاک راہ دردمندان کر مجہے ‏ جان بریان چشم گریان کر مجہے
دے وہ گریہ کو مرے شور اے غفور ‏ جس سے ہو جا چشم طوفان کا تنور
تاکہ کردون غرق اُس مین غیر کو ‏ ماسوا دلبر کے جو کچہہ ہو سو ہو
کر عطا ایسی طپش دلکو مرے ‏ ماسوا جانان کے سبکو پہونکدے
داغ دل سے کر مجہے باغ بہار ‏ تاکہ آوے سیر کو وہ گلعذار
خانہ دل کو میرے ویران کر ‏ گنج الفت اس مین بہردے سربسر
رنگ غیر آئینہ دل سے دور کر ‏ تاکہ دیکہون اس مین روے سیمبر

دام الفت مین پہنسا کر جلد تر — دو جہان کی قید سے آزاد کر
جام وحدت سے مجہے یون مست کر — حرف غیریت کا ہو دل سے بدر
دوست سے کر پر مرا یون تخم پوست — پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
دے رہائی مجکو یارب آپ سے — آپ کو اپنے مین پاؤن آپ سے
کر جگہہ دلبر کی یون دل مین مرے — غیر کی اُس مین نہ گنجایش رہے
ہر رگ و پے مین سماوے عشق جان — دور ہو حرف دوئی از درمیان
تا کہ من کا مرض دل سے دور ہو — توہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس مین بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا وہادینا ومرشدنا قطب میان دوآب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجہہ ناکارہ بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ نانوتوی کے

جلوۂ نور محمد نے اب آ — دو جہان سے مجکو فارغ کر دیا
خود دکہا برق تجلی کا جلال — خرمن تن مین مرے دی آگ ڈال
دیکہکر اُس شعلہ رو کی بہار — ہر بن مو سے مرے نکلے شرار
اُن شرارون کو اجازت دون اگر — خاک کر دین ماسوا کو پہونک کر
دیکہتے ہی لالۂ رخ کی بہبن — داغ دل سے ہوگیا باغ و چمن
پہنسکر اُسکی زلف مین امداد مین — دونون عالم سے ہوا آزاد مین
تھی شب معراج نے وہ زلف تھی — جو تجلی پائی اُس مین نور کی
بحر عرفان لطف سے اُس نور کے — موجزن امداد کے سینہ مین ہے
ایک چشمہ بھی جو اس سے کہول دون — غرق اُس مین دونون عالم کو کرون
اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما — ایک ذرہ ہے یہ خور اُس نور کا
گر دکہاؤن اُس کا در شاہوار — دو جہان کو اُسپہ کر ڈالون نثار
جو دکہاؤن اُس تجلی کی چمک — پہونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک

یہ رہے نہ وہ رہے نے مین نہ تو　　ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو　　ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیے　　سِر باطن مت زبان پر لائیے
رکھہ قدم امداد اس جا تہام تہام　　غور فہم عام پر کر والسلام
لطف و احسان اُسکا لکھہ سکتا ہے کب　　سر قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب
دیکھہ یہان مت مار دم امداد اب　　بندہ ہوکر حق سے کر حق کو طلب

ذوق شوق محبت آلہی کے بیان مین

اے خدا کے مالک ہر دوسرا　　درد فرقت سے میرا دل ہے بھرا
تیری دوری سے بہت بیتاب ہون　　رنگ پر چون ماہیٔ بے آب ہون
بیقراری ہے بہت اے کبریا　　ڈھونڈھنے تجھکو کہان جاؤن بتا
تو ہی بتلا آپ اپنی مجھکو راہ　　جس سے پہنچون تجھہ تلک اے بادشاہ
بن بلائے تیرے اے شاہ جہان　　تجھہ تلک مین پہنچ سکتا ہون کہان
واسطے اپنے ذرا صورت دکھا　　تاکہ جی قید دوئی سے چھوٹ جا
اس دوئی نے کر دیا دور اسقدر　　آپکی بھی مین نہین رکھتا خبر
بحر وحدت سے مجھے لاکر یہان　　ڈالا یون کثرت مین اے جان جہان
دور کرکے مجھسے کثرت کے حجاب　　جلوۂ وحدت دکھا مجھکو شتاب
تاکہ قید ما و من سے چھوٹ کر　　اصل سے اپنی کہین پاؤن خبر
پھر مین اپنا اُس کو کہکے راہبر　　تجھہ تلک پہنچون کہین اے باخبر
وہ بھی تو اک وقت تہا ای کبریا　　جز وجودِ پاک کے کوئی نتھا
بحر وحدت مین یہ جان ہی غوطہ زن　　کچھہ دوئی کا تہا نہ وہان رنج و محن
ملک مین ہستی کے اے امداد آ　　گم کیا ہے آپ کو تو نے بہلا
قید ہستی مین پہنسا تو اسقدر　　اصل کی اپنی نہین تجھکو خبر
عہد و پیمان جو کئے تھے تو نے وہان　　کچھہ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہان

عہد وپیمان توڑ کر اے بے وفا — راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
جس لئے پیدا کیا تھا تجکو یار — وہ کیا ہرگز نہ تونے اختیار

بہائی نے یہ مضمون کتاب نان و حلوا کا کہ تصنیف بہاء الدین عاملی کی ہی جو مطابق اپنی

سن تو اے شکستندہ راہ قدیم — اور اے گم کردہ راہ مستقیم
گوش جان سے سن تو بلبل سے ذرا — یار کی باتون سے یہ کہتی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی — پوچھہ باتین اس سے اس دلدار کی
آفرین اے بلبل بستان جان — کھہ مرے دلدار کی تو داستان
آفرین اے بلبل دستان حی — آفرین اے قاصد بستان حے
قاصدا جلدی خبر مجکو سنا — کہتا ہے حق مین مرے کیا دلربا
مجھسے راضی بہی ہے وہ دلبر بتا — اور مائل بھی ہے کچھہ سوے وفا
یا ہمیشہ ہجر پر مصر ورہے — سچ بتا جو کچھہ اسے منظور ہے
آفرین اے پیک فرخ فال من — آفرین اے مایۂ اقبال من
آفرین اے بلبل خوشخوان تجھے — ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے
ہین نوائین کیا تری آتش بھری — آگ جس سے یون مرے دلمین لگی
سوز دل سے مرے با آہ وفغان — ہر بن مو سے نکلتا ہے دھوان
آفرین اے ہدہد شہر سبا — آفرین اے قاصد ان دلربا
آفرین اے طوطی شکر شکن — تجھہ پہ قربان میرا جان وتن
کہہ تو پھر مجھہ سے ذرا حال صنم — لیگیا تحقیق دل سے رنج وغم
نجد کے یارون کی دے مجکو خبر — تاکہ ہو وین مست سب دیوار ودر
پھر سنا بہر خدا اے نامہ بر — زمزم خیف ومنا سے کچھہ خبر
ہے دل وجان دونون غم مین مبتلا — تاکہ چہوٹین سنکے حال دلربا
مسکن وماوی سے پھر میرے ذرا — دے خبر بہر خدا بہر خدا
پھر کہو کچھہ یار بے پرواہ سے — کس لئے مجھسے وہ اب ناراض ہے

کیون خفا مجھسے ہوا وہ بے سبب / عہد و پیمان توڑے کیون یکلخت سب
کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو / از زبان آن نگار تند خو
جس سے ہوتسکین کچھہ دل کو مرے / وہ بیان کر مجھسے ہون قربان ترے
ایکدن وہ تہا کہ ہم اور وہ صنم / مثل بوی و گل تھے آپس مین بہم
ایک دن وہ تہا کہ ہم سے دلربا / گاہ خوش ہوتا تہا اور گاہے خفا
خوش وہ دوران تھا کہ تھے از کرم / مارتے راہ وفا مین تھے قدم
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران مین / مجھپہ جو جو گذرے تھا اُس آن مین
پہرتا تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو / اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو
آخرش ایک شب بصد رنج و الم / مین کرون تھا گوشہ مین یاد صنم
سر بزانو غم سے اُسکے بیٹھ کر / کھینچتا تھا دل سے آہ پر شرر
جان لبون پر حسرت گفتار سے / دل بہرا نومیدی دیدار سے
وہ قیامت قامت پیمان شکن / آفت دوران بلاے مرد و زن
فتنہ ایام آشوب زمان / خانہ سوز صد چو من بیخانمان
دیکھتا کیا ہون کہ وہ مہر منیر / خود بخود ہوتا ہے یہان رونق پذیر
ناگہان در سے مرے وہ بے حجاب / لب گزان ڈالے ہوے رخ سے نقاب
زلف مشکین دوش پر ڈالے ہوئے / اور رنگہ سے کار عالم کا کیئے
بے محابا پاس میرے آن کر / پوچھنے مجھسے لگا وہ باخبر
یہ کہہ اے شیدا دل محزون مرے / وے بلاکش عاشق مفتون مرے
آتش فرقت مین تیرے دل کا حال / کیا ہے کچھہ تو منہ سے تو اپنے نکال
مین کہا اُس سے قسم اللہ کی / جان اب مجھہ مین نہ کچھہ طاقت رہی
بیٹھکر اک دم سر بالین پہ / اُٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر
ساتہ اپنے لے گیا وہ خود پرست / عقل دین میرا وہ سارا ایکلخت
مین نے اُس سے کہا اے خوش ادا / پھر مین دیکھون گا تجھے کب یہ بتا

یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو | خواب مین اپنے پر آدہی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت کے اور صرف کرنے عمر کے بیچ اوس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنون اور غرض قول نبی صلعم کے کہ سور المومنین شفاء یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل و قال مین | پہنس رہے غفلت سے اس جنجال مین
اے ندیم اب بہر حق اوٹہہ تو سہی | کچھہ نہین طاقت ہے اب مجکو رہی
اے ندیم اب کفش پا سے دور کر | پھر موسی ہے وہ آتش جلو گر
دے مجہے اب وہ شراب شعلہ زن | جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن
اور پلا جلدی سے وہ مجکو شراب | غیر حق ہو جس سے جلکر سب کباب
وہ شراب اب مجکو دے اے تو لبیب | راہ پر ہو جو کہ در راہ حبیب
دے شراب ایسی مجہے اب جلد تر | مست ہون پینے سے جسکے اسقدر
جس طرف دیکہون اوٹہاکر کے نظر | کچھہ نہ آوے غیر دلبر کے نظر
وہ پلا مجہکو تو اب بہر خدا | تاکہ فارغ ہون ز قید ما سوا
اور مئی خمر الحنا ہے لاؤ تم | چھوڑ پیالون کو لگا دو منہہ سے خم
اوٹہہ توجہ کر ذرا بہر خدا | کرتا ہے تسبیح اوس کی دل مرا
خوف مت کر اب تو اے صاحب شعور | کیونکہ ہے اللہ تو رب غفور
تنگ ہے افسوس وقت عمر اب | حیف ہے صد حیف کہوئی عمر سب
آہ صد افسوس یہ عمر عزیز | کہوئی اپنے ہاتھہ سے ہو بی تمیز
علم رسمی دور کر مجہسے اخی | عمر علم رسم مین گذری مری
علم رسمی سارا قیل و قال ہے | اوس سے کچھہ حاصل نہ خط اور خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے بتر | کچھہ نہین حاصل ہے اس سے جز خطر
طبع کو افسردگی بخشے مدام | مولوی باور نہ کہے پھر کلام

علم کان بر تن زنی مارے بود
علم کان بر دل زنی یارے بود

خرچ تونے علم گر تن پر کیا
ہوگیا حق مین وہ تیرے اژدہا

علم سے کرلے صفائی دل کی یار
ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار

علم حق ہے جان علم عاشقی
باقی ہے مکر ابلیس شقی

عاشقی کا علم حق ہے اور درست
اور سوا اسکے ہین سارے علم سست

جسکے دل مین ہو نہ الفت یار کی
ہے بلا شک وہ تو قابل نار کی

ہو نہ جس دل مین محبت کا اثر
ہے خدا کی مار اُس پہ بیشتر

جسکے دل مین ہو نہ مہر گلرخان
کہنہ انبان ہے وہ پر از استخوان

راز باطن اس سے کب تجھپہ ہو باز
گو تری شاگرد ہون سو فخر راز

علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے
راز باطن اس سے کب تجھپر کھلے

جو کوئی قربان نہووے یار پر
اُس کا لائق ہے جدا ہو تن سے سر

جو نہووے مبتلائے ماہ رو
نام اُسکا لوح انسانی سے دہو

جس کسی کے ہو نہ دل مین مہر یار
اُسپہ لائق ہے کہ ہو پالانکا بار

الغرض اس علم رسمی مین اخی
کھوچکا تو عمر اپنے کام کی

علم دین ہے فقہ تفسیر و حدیث
جو سوا اس کے پڑھے ہو وہ خبیث

عمر سے تیرے کوئی پوچھے اگر
سات دن باقی ہین اس مین شک نکر

سُن تو اس ہفتہ مین اے مرد خدا
اب پڑھیگا علم بتلا کونسا

فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم
ہندسہ یا رمل یا اعداد و سوم

یہ علوم اور یہ خیالات صُوَر
فضلۂ شیطان ہے یہ سنگ پر

جو ہو دل خالی ز عشق دلبران
سنگ استنجاء شیطان اسکو جان

دل کو علم عشق سے خالی اگر
رکھتا ہے اے بے حیا ٹک غور کر

سنگ استنجاء شیطان ہے وہ دل
دل نہین پر ہے سرشت آب و گل

حیف ہے رکھتا ہے جو تو اے دغل
سنگ استنجاء دیوانہ زغل

لوح دل سے فضلۂ شیطان دہو / اے مدرسِ درسِ عشق ہم بگو
چند خوانی حکمت یونانیان / حکمتِ ایمانیان را ہم بخوان
پڑھ چکا تو حکمت یونانیان / حکمت ایمانیون کو بھی تو جان
علم معقولات بے بنیاد ہے / مغز کو خالی کرے گا تا بجے
بحث نحو و صرف مین کی عمر صرف / اب تو فصل عشق سے پڑھ ایک دو حرف
دل کو روشن کر بانوار جلی / کیون بنا ہے کانِ تلبیس بو علی
فخر رازی اور ارسطو بو علی / ہین یہ باطل اور اُن کے علم بھی
اُن کو جو پڑھتا ہے تو اے زشت خو / خوک اور کتون کا جھوٹا کھاتا ہے تو
سرور عالم شہ ہر دوسرا / کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا
سور ارسطالیس سور بو علے / کب شفا حضرت نے فرمایا اخی
مومنون کے جھوٹے مین ہوے شفا / کافرون کا جھوٹا ہے زہر اور بلا
کھالیا ہے زہر اگر تونے ذرا / جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا
سینہ اپنا جاکے کر تو صد چاک کر / دل کو تو آلودگی سے پاک کر
کب تلک افسوس زاری بیشمار / شرم کر حق اور نبی سے اے تو یار
کب تلک بیہودگی سے گفتگو / تو کریگا اب بتا اے زشت خو
کب تلک اس فکر باطل مین بہلا / تو رہیگا مبتلا اے بے حیا
فکر کر اسکا جو تیرا یار ہو / درد و غم کا تیرے حامی کار ہو
سن دف و نے سے وہ کل مرد عرب / کہتا تھا کیا خوب از روئے طرب
گوش جان سے سن ذرا اے نیک خو / قول اک مرد عرب کا مجھہ سے تو
تھا عرب مین ایک مردِ خوش ادا / عشق سے رکھتا تھا کچھہ ذالقفا
ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم / دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے / یعنے اس مضمون کو جی جان سے
ہعدہی تم قوم اے مردانِ کار / مدرسہ مین رہ کے یون لیل و نہار

کچھہ کیا حاصل نہ تمنے زینہار — جز خیال اور وسوسہ اے نابکار
جو کہ کرنا تہا کیا تم نے نہ کام — عمر باتون مین کری ناحق تمام
چق چق و بق بق مین یہ عمر عزیز — تمنے کہو دی رائگان اے بے تمیز
پر کبھی تمنے نہ ذکر اسکا کیا — جسن نے یہ تم کو دیا ذہن وذکا
ذکر مین اور فکر مین غیرون کے آہ — جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
چہوڑکر کے تمنے کوچہ یار کا — لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
ہے تمہارا ذکر در غیر الحبیب — کچھہ نہین عقبےٰ مین اب تمکو نصیب
لوح دل سے دہولے اے نیکذات — علم جو دیوے نہ عقبیٰ مین نجات
ساقیا یک جرعہ از جام قدم — دے ثواب امداد کو بہر کرم
تا کرے شق پردۂ پندار کو — یار کی آنکھون سے دیکھے یار کو

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے

جسکو دے توفیق رب العلمین — ہو وہ قیل و قال سے عزلت گزین
تجکو خلوت مین ہے عزت اے فتا — اختلاط خلق سے ڈہونڈہے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت برملا — خلق کے ملنے سے پہر حاصل ہے کیا
دامن عزلت سے پامت کر بدر — کیون پہرے ہے چون گدایان دربدر
گوشۂ خلوت مین تو بیٹہا اگر — پہر قدم ہرگز کبھی باہر نہ دہر
جو تو دیو نفس سے پاوے امان — جا پری کی طرح سے ہو جا نہان
جسطرح پریان جو رہتی ہین چہپی — دیو کے ہاتہون سے رہتی ہین بچی
اس طرح جب دور ہو تو خلق سے — نفس اور شیطان کے ہاتہون سے بچے
کب حقیقت سے کہلیگا تجہپہ در — تو مجازی سے نگذرے گا اگر
ہو وے کب حاصل تجہے راہ خدا — جب تلک چہوڑے نہ دنیا کا مزا
جو تو چاہے عزت دنیا و دین — خلوت از مردم دنیا گزین
جسن نے پایا کچھہ بھی خلوت کا مزا — ہوگیا وہ دو جہان کا پیشوا

جو ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر — ہو گئی وہ رشک صد خورشید و بدر
چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فتا — اس لئے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہان جو اسم اعظم اس لئے — سارے نامون کا وہی سردار ہے
ہو تو گر عالم سے پنہان اے ولی — لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
بیٹھ جا گوشہ مین اے فرزانہ مرد — اور جمع ماسوائے اللہ سے ہو فرد
گنج مقصد ہے یہ خلوت اے پسر — لیکہ علم اور زہد ہو وین جمع گر
علم بن مت بیٹھ گوشہ مین فتا — اس مین ذلت ہے تجھے بے انتہا
اور برا ہے علم بہی بے زہد کے — تو سمجھ اسکو ذرا اے نیک پے
اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف — غور سے سن اُس کو اے مرد شریف

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار مین رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

تہا کسی جا ایک مرد خوش خصال — عالم و فاضل ولی صاحب کمال
عامل و زاہد سخی اہل کرم — متقی و پارسا و محتشم
رکھتا تھا گھر مین وہ اپنے اک پسر — صورت ظاہر مین مانند قمر
گرچہ ظاہر مین تھا از بس خوبرو — لیکہ باطن مین تہا بد اور زشت خو
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر — رنج تہا اس بات سے اُس شیخ پر
الفت پدری سے پر اے نیک پے — علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے
اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر — بھاگتا تھا پڑھنے سے ایدہر اُدہر
کرتا تھا صحبت بدون کی اختیار — نیک باتون سے اُسے آتی تھی عار
کہتا تھا جس بات کو اُسکا پدر — کرتا تھا برعکس اُسکے وہ پسر
آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا — باپ نے اُس کے کہ سن اے بچیا
جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہین — دور ہو جا پاس سے میرے کہین
ہین نہین دیکھا ہے تجھسا ناخلف — گاؤخر بھی تجھپہ رکھتے ہین شرف

ایسے نالائق سے کیا امید ہے
دور ہو گھر سے نکل اے بے حیا
بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر
عرض کی اُس نے کہ حضرت خوب ہے
ایک گھوڑا خوب سا نے دیجئے
تاکہ جب تک مین کہین نوکر نہون
سنکے اس کے باپ نے پہر جلد تر
ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا
اور کپڑون کے کئی جوڑے بنا
جا ترا حافظ خدا اے بدگہر
ہوکے رخصت باپ سے راہی ہوا
شہر شہر و در بدر بھرنے لگا
رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجوان
کہتے ہین اُس شہر مین تھا اک امیر
اُس امیر نیک کی اے خوش ادا
دے تہا عرضی نوکری کی اُسکی جو
عرض اس نے کی جو ہین جاکر کہا
ایک مدت تک سوارون مین رہا
پہر جو کی قسمت نے اُسکی یاوری
چند عرصہ مین ہوا وہ نوجوان
عیش اور عشرت مین وہ رہنے لگا
ایک مدت تک رہا اُس رتبہ پر
اُس پسر کی جس گھڑی اے نیکنام

دین و دنیا مین نہ کام آوے ہے
نوکری کر جا کہین اور کہا کہلا
ہے خوشی میرے بہی یون ہی ای پدر
جلد مجکو آج رخصت کیجیے
اور خرچ راہ کچھہ دیدیجئے
قوت بسری اس سے مین اپنی کرون
کر دیا تیار اسباب سفر
اور خرچ راہ بھی کچھہ دیدیا
ساتھ اُس کے کر دیے اور یون کہا
پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر
پھر نہ مونہ اس طرف کو اس نے کیا
نوکری کی جستجو کرنے لگا
اک شہر کے بیچ پہونچا ناگہان
صاحب حشمت امیر بے نظیر
نوکری کا تہا قلم جاری سدا
اوسکو نوکر اپنا کر لیتا تھا وہ
نام اُسکا جھٹ سوارون مین لکھا
ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا
فوج ساری کا ہوا افسر یہی
صاحب حشمت امیر کامران
بے غم و بے رنج بے محنت سدا
جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر
عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام

کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر   دم کے دم مین ہوگیا زیر و زبر

نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاه   نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاه

نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاه   دم کے دم مین ہوگیا بالکل تباه

رہ گیا جیسا کہ تنہا پہلے وہ مرد   مفلس و مسکین پھر باسوز و درد

ہاتھ سے تقدیر کے وہ بےنوا   ٹھوکرین کھاتا پھرے تھا جا بجا

پھرتا تھا صحرا بصحرا دربدر   فقر و فاقہ سے وہ خستہ جگر

پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد   ایک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد

دن کو تو اُس شہر مین پھرتا رہا   رات کو جا ایک مسجد مین پڑا

تا مسافر جان کر اس شخص کو   دے کھلا کھانا کوئی مرد نکو

الغرض کی رات مسجد مین بسر   ہوگئی اتنی مین صبح جلوہ گر

صبح ہوتے ہی وہ مرد بےنوا   باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا

سوچنے دل مین لگا اپنے جوان   یاالٰہی اب بتا جاؤن کہان

تھا اسی حالت مین وہ مرد گدا   دیکھتا کیا ہے کہ اک خلق خدا

پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل   جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے خلل

اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن   جانب صحرا روان ہے بے محن

اس جوان کے دل مین یہ آیا خیال   دیکھ تو تو بھی ذرا چل کر کے حال

ہو رہا ہے آج صحرا مین یہ کیا   بے محابا جو ہر یک جا ہے چلا

کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مرد خدا   ساتھ اُن لوگون کے آخر ہوگیا

عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا   اُس مین ایک درویش رہتا تھا سدا

غار کے اندر رہی اندر وہ گدا   رات دن کرتا عبادت کو ادا

حق تعالےٰ اُسکو قدرت سے مدام   بھیجتا تھا اُسی جا پر طعام

اس لئے اُس غار سے باہر کبھی   وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی

اُسکا بعد اک سال کے معمول تھا   غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

تھا معین ایک دن ہر سال مین ۔ باہر اُس دن آتا تھا ہر حال مین
کوہ کی چوٹی پر آکر بیٹھتا ۔ آپ کو دکھلاتا سبکو دیکھتا
خلق اُس کے دیکھنے کے واسطے ۔ جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے
منزلون سے آتی تھی خلق خدا ۔ اُس کی زیارت کے لیے اُسدن سدا
تھا وہ دن عالم مین گویا روز عید ۔ وہان کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید
اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے وہان ۔ لائق اپنے ہر کبیر و ہر جوان
الغرض اُس دن اسی معمول پر ۔ جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر
یہ جوان بھی تھا وہین حیران کھڑا ۔ دیکھئے ہوتا ہے یہان کیا ماجرا
اتنے مین اک شور خلقت سے اُٹھا ۔ آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا
دیکھ کر درویش کو اُس کوہ پر ۔ دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر
اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے ۔ بس دعائے خیر سب چھوٹے بڑے
اپنے اپنے مدعا کے واسطے ۔ لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تھے
اور وہ درویش بھی بالتجا ۔ اُن کے حق مین مانگتا حق سے دعا
الغرض اُس دن صبح سے تا بشام ۔ تھا رہا اُس کوہ کی گرد ازدحام
شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہدا ۔ اُٹھ وہان سے غار کے اندر گیا
خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی ۔ رہ گیا وہان وہ جوانِ اجنبی
سوچنے جی مین لگا اپنے جوان ۔ مین بھلا اے دل بتا جاؤن کہان
آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا ۔ تو کریگا شہر مین جاکر کے کیا
کر بسر جیون تون یہان اس رات کو ۔ صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو
کہکے یہ اور ہاتھ رکھکر زیر سر ۔ پڑ رہا جنگل مین تنہا خاک پر
جب گئی تھوڑی سی رات اُسکے تئین ۔ دل مین اُس کے یہ خیال آیا وہین
کیون پڑا تنہا یہان اے پُر خلل ۔ اُٹھ کے اُس درویش کی خدمتمین چل
گر تجھے کچھ عقل ہے لے ہوشیار ۔ کر تو درویشون کی خدمت اختیار

صحبت درویش سے مسرور رہ اور ساری خلق سے بس دور رہ
حب درویشان کلید جنت ست دشمنِ ایشان سزاے لعنت ست
دوست درویشون کا ہووے جنتی دشمن اُن کا ہے بلا شک دوزخی
چلکے اُس درویش کی خدمت مین اب سیکھ کچھ راہِ خدا اے بے ادب
واسطے دنیا کے کیون اے بیخبر ٹھوکرین کھاتا پھرے ہے دربدر
کیا ہے حاصل رنج لے جانا تجھے آخر اک دن یار مر جانا تجھے
آخرت کے کار سے غافل نہو دولتِ دنیا پہ تو مائل نہو
دل مین اپنے پختہ کر کے یہ خیال نار کی جانب چلا گھوڑے کی چال
اعتقادِ دل سے [illegible] جا کے قدمون پر پڑا درویش کے
دیکھ کر درویش بولا اے جوان کیا ترا مطلب ہے کر مجھسے بیان
عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہدا ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا
اور مجھکو چاہتا ہے کچھ نہین راہِ حق بتلائیے میرے تئین
یہ کہا درویش نے اے نوجوان گر یہی منظور ہے تو رہ یہان
میری خدمت مین رہا کر تو سدا تا ترا مقصود بر لاوے خدا
بے کئے خدمت کوئی پاتا نہین خدمتی محروم اب جاتا نہین
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ہر کہ خود را دید او محروم شد
جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ کی خودی جس نے رہا محروم وہ
جو مجھے خدمت پسند آئی تری ایک دم مین تجھکو [illegible]
جہل سے اپنے وہ درویش غبی آپ کو سمجھا تھا عالم اور ولی
جہل سے بدتر نہین ہے کوئی شے جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
جہل سے ہو دل مین نخوت اور غرور رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور
جہل تن مین اک بلائے جان ہے آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے
ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور جاہلون پر ہو غضب حق کا ضرور

تو بھی اے اہل دگر ہے ہوشیار / صحبت جاہل نہ کرنا اختیار
تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ / جاہلونکی ہو ہے صحبت مثل آگ
ہو یہان جاہل سے اکثر کام بد / آخرت مین اُسکا ہوا انجام بد
جب تلک زندہ ہے جاہل خوار ہے / عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے
جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ / عمر کو ناحق کیا یارو تباہ
جہل کا اُس کے کرون مین گر بیان / قہقہا مارے ہر اک پیر و جوان
الغرض پھر وہ جوان با صد خوشی / ٹہر رہا خدمت مین اُس درویش کی
پاس اُس درویش کے رہنے لگا / اُس کے کہنے پر عمل کرنے لگا
جو کہ فرماتا تھا پیر اُس کے تئین / جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہین
ایک مدت جب گئی اُس کو گذر / پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور
ایک دن درویش نے اُس کو اخی / سامنے اپنے بٹھایا با خوشی
ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا / اُس جوان سے وہ فقیر بینوا
اُس جوان نے خوش ہو پایا پیر کو / عرض کی اُس نے کہ اے فرخندہ خو
ہو جو گستاخی مری اِس دم معاف / عرض خدمت مین کرون مین صاف صاف
یہ کہا درویش نے اے نوجوان / جو ترا دل چاہے کر مجھسے بیان
عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی / آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی
اُس کو تم وقت وضو اور غسل کے / دور کیون کرتے نہین ہو آنکھ سے
دوسرے یہ ناک مین بتی جو ہے / اُس کے رکھنے کا سبب بتلائیے
دو نو باتون کا مجھے دیجیے جواب / تاکہ ہو موقوف دل کا پیچ و تاب
یہ کہا درویش نے اے یار غار / حیلہ کی مینے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عہد مین نے اُس گھڑی / جب تلک باقی ہے جی مین میرے جی
مین کرون گا نفس کے بر عکس کار / گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
اس سبب سے رات دن مین بلا / بر خلاف نفس کرتا ہون سدا

ناک کی بتی کا سُن مجھسے سبب
نفس نے ایک بار کی خوشبو طلب

یون کہا اک روز مجھسے نفس نے
عطر مجموعہ کا مجھکو چاہیئے

مینے بارے عطر کے لی اے پسر
گوہ کی بتی ناک مین اُس دن سے دھر

تا کہ آوے نفس قابو مین تمام
ایسے ایسے اس لئے کرتا ہون کام

اور سُن تو دوسرا مجھسے یہ اب
آنکھہ کے ایک بند کرنیکا سبب

بند مین نے آنکھہ کو یون کرلیا
حق کی نعمت مین نہ ہو اسراف تا

کیونکہ دو سے دیکھتے ہین جس قدر
ایک سے بھی اُتنا آتا ہے نظر

اس لئے کافی ہے مجکو ایک بھی
گرچہ مین نے بند کرلی دوسری

بند کی ہے آنکھہ مینے اس قدر
تا کہلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر

اس قدر ٹکیا جمائی موم کی
حشر تک ہرگز نہ اتریگی کبھی

سُنکے یہ باتین جوان نے یون کہا
گرچہ مین جاہل ہون اے مرد خدا

عالم و فاضل ہے پر میرا پدر
اُس سے مین اکثر سُنی ہے یہ خبر

غسل کرنیسے جنابت کے کبھی
خشک رہ جاوے اگر اک بال بھی

اُس جنابت سے نہوگا پاک وہ
گو کرے سو بار تن کو شست شو

کیونکہ دہونا فرض ہے گا جسم سب
گر رہا کچہہ خشک پاک ہوتا ہی کب

اور تیرا عضو سارا اے عزیز
خشک رہتا ہے سدا کرلے تمیز

یعنے تیری آنکھہ ساری دیکھہ لے
خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے

دوسرے یہ ناک مین تیرے اڑی
ایک بتی گوہ کی جو حد سے سڑی

کس طرح تیری نماز ہووے درست
جب تلک غسل و وضو ہووے نہ چست

اس کے اوپر آپ کو اب اے فقیر
کہتا ہے تو ساف پاک اور بے نظیر

ایسے عملون سے خدا دیوے پناہ
دین و دنیا جو کرے دونون تباہ

اس طرح کے زہد و تقویٰ سے ترے
یہ تیرا خادم بہت حیران ہے

سُنکے یہ باتین جوان سے وہ گدا
دل مین کر انصاف اور چپ رہ گیا

زانوؤں مین رکھکے سر اپنا فقیر ۔ مارے خجلت کے ہوا ایسا حقیر
شیر کے آگے ہون جو روباہ پیر ۔ اُس جوان کے سامنے اُس دم فقیر
ایک عرصہ تک تامل مین رہا ۔ پھر کہ اپنے دل سے اُس نے یون کہا
کرکے تو انصاف اے دل اب ذرا ۔ اس جوان کو اپنا تو مرشد بنا
اُٹھ یہان سے کرکے توبہ جلد تر ۔ اس جنابت کو بدن سے دور کر
غسل کامل اور وضو کو چست کر ۔ باندہ پھر حق کی عبادت مین کمر
الغرض تھا دہو کے اُٹھکر با نیاز ۔ کی ادا اُسوقت جو اس نے نماز
وہ مزا اور حظ اُسے حاصل ہوا ۔ جسکا کچھہ ہوتا نہین ہے انتہا
وہ تجلی اُس گھڑی حاصل ہوئی ۔ پہلے اس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
ہوکے نادم پچھلی باتون سے بڑا ۔ اُس جوان کو پاس اپنے یون کہا
علم دین جاکرکے پڑہ تو شہر سے ۔ پھر سکھایا کر یہان آکر مجھے
شرم آتی ہے بڑہاپے سے مجھے ۔ اس لئے پڑھنے کو کہتا ہون تجھے
اُس جوان نے سنتے ہی جھٹ بولا ۔ جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیا
سیکھنے سے علم کے اے بےشعور ۔ ہوگیا درویش راہ راست پر
ہوگیا درویش پھر تو بے خلل ۔ عالم و زاہد ولی بے بدل
ہوگئے جب علم اور زہد ایک جا ۔ جب ہوا مقبول درگاہِ خدا
ہونا علم اور زہد آپس مین بہم ۔ رکھہ سکے کب رہ مین عزلت کے قدم
علم ہے جو راہ دکھلاوے تجھے ۔ دہووے زنگ گمرہی دلسے ترے
زہد وہ ہے جو اُکھاڑے بیخ سے ۔ ماسوا دلبر کے دل مین جو ہے شے
جو جو ہے دل مین سوا حق کے بھرا ۔ زندہ وہ شے ہے کرے سبکو فنا
یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے ۔ اور دل مین خوف و ڈر ظاہر کرے
ڈرتے ہین حق سے وہ مردان خدا ۔ علم حق جنکو کیا حق نے عطا
انما یخشی ہے اُن کی شان مین ۔ بولتا ہے دیکھ حق قرآن مین

یعنی مجھسے اب بہت ڈرتے ہین کے
عالم و عامل ہین جو بندے میرے

خشیتہ اللہ کو نشان علم جان
انما یخشا قرآن مین پڑھ جوان

دل کو علم خوف سے آباد کر
جا حدیث کو علمتُم یاد کر

یعنی فرماتے ہین یہ حضرت نبی
جانتا ہون مین جو تم جانو کبھی

ذکر کیا ہنسنے کا بلکہ بر ملا
روتے روتے غم سے دونالے بہا

ساقیا وہ جام اب مجکو پلا
ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا

درد غم سے کرکے پُر اک جام لا
جلد دے امداد کے منہ سے لگا

تاکہ درد یار جا دل مین سما
درد سے ہو درد اسکے کی دوا

علم کان بہر کاخ و باغ بود
ہمچو مرد و زد را چراغ بود

اس داستان مین مذمت اُن علما کی ہے جو مشابہت رکھتے ہین امرا کی اور دور رہتے ہین فقرا سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
نے ز باغ و راغ و اسپ و گاو خر

فقر فخری کہتے ہین حضرت نبی
فقر سے ہو زیب و زینت علم کی

علم کی عزت بلا شک فقر ہے
فقر و فاقہ عالمون کا فخر ہے

فقر و فاقہ سے ہے عزت علم کی
حشمت دنیا ہے ذلت علم کی

فقر و فاقہ عالمون کا تاج ہے
مومنون کا فقر ہی معراج ہے

مولوی کو یہ گمان لاریب ہے
اسکو اسباب جہان سے زیب ہے

علم کا نقصان ہے حضرت مولوی
حشمت و مال و منال دنیوی

قاقم و خز کب تلک یون پہن کر
ہوگا تو آراستہ اے نامور

اور کب تک مرغ و ماہی سے اخی
تو کریگا زیب و زینت خوان کی

آپ کر انصاف اے صاحب کمال
ہو میسر کب تجھے یہ از حلال

اسقدر مال و منال اے با ادب
جز فریب و مکر کے ہو جمع کب

سو مشقت گر کرے ہو ہونڈ ہال
آوے جب کچھہ ہاتھہ مین مال حلال

اُس مین بس اتنا تکلف ہو ضرور
موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو
اور یہ تیرا اس قدر مال و منال
مال و ملک و دولت و باغ و بہار
نان و حلوا قند و شکر قورما
جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا
علم دین سے یون کرو جھنڈا اکھڑا
ہاتھ مین کچھ مال لایا شبہ ناک
اغرش تجکو کرے دین سے بری
مال و ملک و دولت باغ و چمن
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہ ناک
اور لقما ضرس اے نیکنام
تجکو مال و جاہ پر مفتون کرے
تو تو اس لقمہ کو کھاوے بے شبہ
ایسا لقمہ دین کو یون کھاوے سن
تو براہی اور خباثت بدرگی
یعنی اک دانہ ہوا گر شبہ ناک
سینکڑون تعظیم اور عزت سے جا
تخم اُسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے
اور سینچین آب زمزم سے اسے
اور اُس کے کاٹنے کے واسطے
اور پھین حضرت خیر النسا
اور گوندھین اُس کو حورین جنتی

جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
اس سے زیادہ ہو نہ پھر تجکو کبھو
جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
ہو میسر بے شبہ کیونکر بھلا
عالم و فاضل ہین ہم با اتقا
اور ہو کہانا پھرنا اس طرح کا
تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوشخوراک
یہ تن آرائی و یہ تن پروری
سب یہ گردن مین پڑینگے طوق بن
خاک کھا اور ڈال تو دانتو پہ خاک
زہر قاتل ہونے حق مین تمام
نور عرفان دل سے وہ بیرون کرے
دین اور ایمان ترا کھاتا ہے یہ
اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھن
شبہ کے لقمہ کی سن مچھلی اخی
اوسکو لیکر حضرت ابراہیم پاک
بو دین کعبہ کے حرم مین برملا
اور لگاؤ چرخ سے بو نا کرے
حضرت ابراہیم اگر پے بہ پے
آمد نو سے اگر دانتے بنے
حجر اسود سے بنا کر آسیا
با خوشی کوثر کے پانی سے اخی

اور خمیر اُس کے پہ پڑہیئے بے عدد | فاتحہ یا قل ہو اللہ احد
اور جلاوین لا کے حضرت جبرائیل | لکڑئین طوبی کی جھٹ بے قال و قیل
اور پہونکے آگ اُس کی دم بدم | حضرت عیسیٰ نبی اے محترم
اور پکاوین حضرت مریم اُسے | نوح کے تنور مین اے نیک پے
اور اگرچہ تو پڑہے اے ہوشیار | اُس کے ہر لقمہ پہ بسم اللہ ہزار
گرچہ اس پر ایسے ایسے ہون عمل | پر نہ اُس لقمہ کا کچھہ جاوے خلل
باوجود ایسی کراماتون کے یار | وہ خباثت اُس کی ہو پھر آشکار
الغرض خاصیت اُس کی جب کہلے | وہ ہی لقمہ زہر ہو تجکو لگے
راہ طاعت مین تجہے ہیجان کرے | خانہ دین کو تیرے ویران کرے
راہ جنت کا چہڑا کر بے خلاف | راہ دوزخ کا بتاوے تجکو صاف
درد دین کا ہے تجہے اپنے اگر | جلد اسکا کر علاج اے بے خبر
ورنہ ہوگا دین تیرا سب تباہ | کر علاج اسکا ذرا بہر اللہ
کرکے محنت اور مشقت باکمال | جا کے پیدا کر تو کچہہ قوت حلال
اس ہوا و حرص سے تو درگذر | کر قناعت پیشہ مت پہر دربدر
ہو نہو وے جامہ اطلس تجہے | تن کے ڈھکنے کو ہی کملی بس تجہے
ہو نہ گر تجکو اسب مخمل گلبدن | اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن
نان و حلوا قورمہ زردا پلاؤ | اور بریانی متنجن نان پاؤ
ہون نہ یہ کہانے اگر باقند و مشک | تجکو کافی ہے پیاز و نان خشک
سونے چاندی کے نہون برتن اگر | مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر
اور نہو وین گر پیالہ زرناب | کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب
اور سنہری آب خورے گر نہون | پی سکے ہے یار پانی چلوون
اور نہو وین اسپ گر زرین لجام | پا پیادہ چل نہ سکے ہین چند گام
گہوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو | چل سکے ہے یا پیادہ یار تو

جو نہوے دور باش از پیش و پس   دور باش نفرت خلق از تو بس
یعنے گر ہووین نہ نیزی باوقار   آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار
اس سے بہتر ہے کہیے تجکو ضرور   سارا عالم ہر طرف سے دور دور
اور نہو گر خانہاے زرنگار   کر سکے ہے زندگی در کنج غار
ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھڑی   رہنے کو کافی ہے خس کی جھوپڑی
اور نہو وین فرش گرابریشمین   بورئے کہنہ پہ ہو گوشہ نشین
مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہو   رکھہ کے پتھر سر کے نیچے یا سو
واسطے ڈاڑھے کے گر کنگہی نہو   اونگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہی تو
اس جہان مین ہے تو چند اک روز کو   بن کے پھل سے کر بسر اوقات تو
الغرض جس چیز کا چاہے یہان   ہو سکے ہے اُس کا بدلہ بیگمان
جسکا چاہے تو جہان مین ہو عوض   تجکو حاصل اس کا بدلہ ہو غرض
اور جہان مین بے عوض ہے جان تو   اپنی قدر عمر کی پہچان تو
عمر کا بدلہ نہو سکتا ہے یار   اس کو ہاتہون سے نہ کھوای ہوشیار
ساقیا بہر خدا وہ جام دے   چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
تاکرے امداد جا کر بے محن   یار کے کوچہ مین قربان جان و تن

بیان چیزون مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالی کے ان اللہ یامرکم ان تذبحوا البقرۃ الصاف اور اخلاص کے ساتہ

خرچ جان اپنی کر واے عاشقو   دوستی مین اپنی گر تم راست ہو
جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے   تن کو جانے ہے کہ سنگِ راہ ہے
ٹھوکرین کھاتا ہے سب کی وہ سدا   جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا
گیند دولت کی وہ آخر لے گیا   جان دی جس نے بپاے دلربا
دو جہان سے اُس نے بازی جیت لی   یار کے قدمون مین جس نے جان دی

گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار
گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار

کر جوانی مین نثار دوست جان
جا عوانٌ بَیْنَ ذالک پڑہ جوان

یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائین ہو
اُن کی قربانی نہو وے جان تو

کر جوانی مین تو قربان آپ کو
یار کے قدمون مین جو کچھہ ہو سو ہو

جو ہُوا بوڑہا گران جانی نہ کر
بوڑہے بکرے کی تو قربانی نکر

سب ہوئے برباد ایام شباب
پھر دین کچھہ بھی نہ کی تو نی شتاب

دن جوانی کے ہوئے آخر تمام
کچھہ کیا حق کے لئے تونے نہ کام

گذرا سن پنجاہ سے اور اک سجود
نے کیا تا کام آتا اے جہود

ساٹھہ سے بہی عمر زیادہ ہوگئی
کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

عمر تیری کام کی گذری ہے آ
ایک بھی سجدہ نہ تونے کرلیا

تاکہ کام آتا وہ تیرے یوم دین
وہ کیا ہرگز نہ تونے اے لعین

اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال
کر شروع آہ و فغان چیرے بنال

جو کیا نالہ نہ در فصل بھار
کرا دا اُس کو خزان مین زینہار

اب بھی تو پھر خدا لے بے خبر
توبہ استغفار تو ھر لحظہ تو

عجز سے رو تو خدا کے روبرو
اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر

جو جوانی مین کیا تونے نہ کام
کرا دا اُسکو بڑہاپے مین تمام

تاکہ تو جانے زیاں کا سود یار
تھی گنہ تو نقد اور توبہ ادہار

غرق دریائے گنا ہے تا بچے
وز معاصی روسیاہی تا بچے

غرق دریا مین گنا ہون کے بھلا
تو رہیگا کب تلک مجکو بتا

اور بدیون سے تو اپنی روسیاہ
کب تلک رکھیگا اے حال تباہ

گوش جان سے پنبۂ غفلت نکال
جُدا مجد کا تو سن پھر مجھسے حال

حضرت آدم کہ دادا سبکے تھے
اور خلیفہ تھے خدا کے جان لے

اور فرشتون نے اُنہیں سجدہ کیا
دی خدا نے رہنے کو جنت مین جا

اک گنہ کرتے ہی سن اُن کو کھا / مذہبی مذنب نکل اب یہان سی جا
تو طمع رکھتا ہے با چندین گناہ / داخل جنت ہو تو اے روسیاہ
اک گنہ کے ساتہ آدم کو نکال / حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال
جو کرے صد ہا گنہ شام و سحر / کس طرح جنت مین ہو اس کا گذر
حد سے گذرا انتظار اب ساقیا / کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر مین جلتے ہوئے / اب تو مت محروم رکھہ دیدار سے

اس داستان مین بیان ہے مراد قول نبی صلعم کی کہ حب الوطن من الایمان کہ کیا غرض ہے اس سے

قید مین عصیان کے جو قید ہین / سرّ غیبی سے وہ ناامید ہین
جو گناہون کے پڑے ہین جال مین / یار کے دیدار سے محروم ہین
تن بدن کو پالتے ہین جو کوئی / قید مین ہین نفس اور شیطان کی
لذت تن مین پڑے ہین جو کہ بد / اُن کی گردن مین ہے حبل من مسد
بند تن کو توڑ زندان سے نکل / یار کے کوچہ کو اُٹھکر جلد چل
اُٹھہ توجہ کر سوئے ملک نعیم / یاد کر اوطان اور عہد قدیم
اُٹھہ کہین بہر خدا ٹک سوچ تو / یار کے کوچہ کو اور اُس عہد کو
یار کی تجکو محبت ہے اگر / راہ لے کوچہ کا اُس کے جلد تر
ظاہر اور باطن یہ علم اے نیک تن / کہتے ہین ایمان سے ہے حب وطن
یہ وطن ہند و عراق و شام کے / وہ وطن ہے اور جس کا نام نے
یہ وطن دنیا کا ہے سب اے اخی / کب کرے تعریف دنیا کی نبی
دوستی دنیا کی سر ہے ہر خطا / ہو خطا سے کب تجھے ایمان عطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو / دو جہان کا ہوتا ہے سردار وہ
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار / اُس وطن کو نفس پر ہو کر سوار
نیک طالع ہین وہی اے نیک تن / جسکو رغبت ہے سوئے اصلی وطن

ہین سعادت مند جو سب چھوڑکر
رکھتے ہین وہ راہ اصلی پر نظر

اسوطن مین ہے تجھے جان اک سفر
جو مسافر چاہیئے کرنا گذر

دیکھکر اس راہ کی باغ و بہار
کرلیا تونے وطن ہی اختیار

شہر تن مین اس قدر تو آپھنسا
اس وطن کو کردیا دل سے جدا

اس وطن مین ہے جو یہ خود بے وطن
تو پڑا کب تک رہیگا خستہ تن

موڑ منہ اور تن سے جان کو شاد کر
اپنا تو اصلی وطن آباد کر

چھوڑکر اصلی وطن اپنا بھلا
کوئی ویرانہ مین رہتا ہے پڑا

ہے یہ دنیا خانۂ ویران یار
اُس کو نادان ہی کرے ہے اختیار

ہے پھر ویرانہ سمجھہ اور غور کر
اُلّو دن اور چغد وان کے رہنے کا گھر

ہے یہ جنت واسطے کفار کے
ظالم و فساق و بداطوار کے

اور مومن کو ہے زندان یہ جہان
عیش اور آرام زندان مین کہان

فکر کر ایسا کوئی اے بے خبر
تاکہ تو اس قید سے ہووے بدر

آشیانہ ہے ترا عرش برین
تو پڑا ہے قید مین اندر زمین

چھوڑکر کے اپنا خانہ زرنگار
اس نجاست پر ہے تو مفتون یار

کیون خراب آباد مین ہے تو پڑا
دیکھہ چل گلزار کی آب و ہوا

کب تلک اے شاہباز پرفتوح
تو رہیگا دور از اقلیم روح

حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر
ایسے ویرانہ مین کھوئے بال و پر

کب تلک اے ہدہد شہر سبا
تو رہیگا اس سفر مین بستہ پا

کرکے کوشش بند پاسے دور کر
اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر

کیون پڑا خالی کوئین مین سر کے بل
گر تو یوسف ہے کوئین سے نکل

تا عزیز مصر ربانی ہو تو
جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو

اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھکر
ہوگیا مفتون تو اے خیرہ سر

ایک دانہ کے لیئے اے زشت خو
جال مین تو نے پھنسایا آپ کو

واسطے تصویر بیجان کے میان　　آپ کو رسوا کیا اندر جہان
بھر رہے دل مین خیالات جہان　　ذکر و فکر حق بھلا اس مین کہان
لوح دل سے سب خیالاتون کو دھو　　جان سے اک یار پر مفتون ہو
یار ہرجائی نہ بن اے بیوفا　　خالصاً اک دلربا سے دل لگا
جب نہ تجکو ہو پسند ہرجاے یار　　کیون نہ ہو بیزار اس سے کردگار
ایک سو ہو کر یہ سُن مجھسے مثال　　تاکہ ہو معلوم ہو جائے گا حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی

تھی اک عورت خوبصورت نازنین　　سیم تن نازک بدن اور مہ جبین
زلف و رخسار ولب اُسکے رشک حور　　جس کی الفت مین دل اک عالم کا چور
ایک دن با ناز و با صد کر و فر　　ایک کوچہ مین ہوا اُس کا گذر
اتفاقاً سوختہ دل اک جوان　　دیکھہ اُس کو ہوگیا عاشق بجان
اُس پری کا دیکھکر حُسن و جمال　　ہوگیا وہ مثل تصویر خیال
اوڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار　　ہوگیا کل محو اندر روے یار
اُس کو یون مجنون و شیدا دیکھکر　　عشق کا اس کے ہوا زن پر اثر
یون کہا زن نے اُسے اے سادہ رو　　حال اپنے کو بیان کر مجھسے تو
کیون کھڑا ہے کس کا تجکو دھیان ہے　　کس لئے آئینہ سان حیران ہے
جا یہان سے دیکھہ اپنا کام کر　　کیون بلا مین پڑتا ہے اے خیرہ سر
اُس جوان نے یون کہا جان جہان　　چھوڑ تجکو اب بھلا جاون کہان
عشق تیرا لگیا اے میری جان　　ہوش و عقل و صبر اور تاب و توان
عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا　　کام مجکو کچھہ نہین اب تجھہ سوا
یہ کہا زن نے اُسے اے بے خبر　　ہے مری ہمشیرہ مجھسے خوب تر
حُسن مین بہتر ہے مجھسے لاکھہ بار　　جسپہ ہین شمس و قمر دونون نثار
دیکھہ اُسے ہٹ کر ذرا اے سادہ رو　　آتی ہے پیچھے میرے وہ ماہ رو

سنکے یہ اور چہوڑکر اُس کو وہ خام
جب لگا جانے تو زن نے دوڑکر
ایک طمانچہ اُس کے مُنہ پر مار کر
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو
غیر پر کی کیون نظر میرے سوا
کرتا ہے دعوٰی تو میرے عشق کا
کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقان
جوکہ ڈالے غیر پر اپنے نظر
عاشق حق ہوکے دیکہے غیر کو
رکہتا ہے دلپر تو داغ حب غیر
غیر کو نظرون سے تو اپنے نکال
دوسرا ہے کون یہان حق کے سوا
جو سوا حق کے ہے دے سبکو جلا
جز وجود مطلق اور ہستے پاک
تو کہان اور مین کہان عالم کہان
اول وآخر نہان و آشکار
ہے ہزارون آئینہ مین جلوہ گر
ہے ہزارون آئینون مین اک جمال
ہے کہان سے کثرت آئینہ جان
اس سے زیادہ کہہ نہین سکتا ہون اب
اس تشکر نے بند لبون کو کردیا
ساقیا اس دہشت وحشت سے چہوڑا
جام وحدت دیکے ساقی جلدتر

ہٹ کے پیچہے کو چلا چند ایک گام
دہول ایک مونہ پر لگائی جلدتر
یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر
اپنے اُس دعوے مین جو صادق ہے تو
ہے یہ دعوے عشق کا اے بیحیا
غیر کو یون دل مین پہر دیتا ہے جا
غیر پر مائل ہو ظاہر یا نہان
ہے حقیقت مین وہ مشرک سربسر
کعبہ مین چاہے بنانا دیر کو
پہر چاہے کوچہ دل بر کی سیر
چشم دل سے دیکہہ پہر حق کا جمال
کس لئے احول بنالے بےحیا (بہینگا ۱۲)
ایک دلبر سے تو اپنا دل لگا
دہیان مین تیرے جو آوے سب ہے خاک
ہے یہ اک نور منزّہ اے جوان
ایک ہے خورشید اور ذرہ ہزار
ایک صورت جان لے اے بےخبر
اس تکثر سے ہے حیران عقل عال
ہین سب اسما و صفات ای نکتہ دان
قند وحدت سے ہوئے ہین بند لب
گفتگو کی قید سے دل چہٹ گیا
یار کے کوچہ کا دے رستہ بتا
ماسوا کی قید سے آزاد کر

تا کہین سب چہوڑ کرکے بند تن ۔۔۔ بحر درد عشق مین ہون غوطہ زن

اس مین بیان ہے بلاؤن اور محنتون کا جو عشق کی راہ مین ہین اگرچہ بھاری ہین لیکن سبک اور ہلکی ہین عاشقون پر بلکہ بڑی راحتین اور چین سے ہے اوپر عاشق آزاد کے

ہین طریق عشق مین صد ہا بلا ۔۔۔ اے دل غمگین غم مین مبتلا
عشق کے رستے مین لاکہون ہین الم ۔۔۔ آفت و درد و بلا و رنج و غم
محنت و خواری و ذلت اور حذر ۔۔۔ انتظاری بیقراری دردسر
کہانا اور پینا نہ سونا ہے وہان ۔۔۔ ہان مگر اک نالہ و آہ و فغان
نے عزیز و نے قریب و نے شفیق ۔۔۔ نے کوئی غمخوار اُن کا نے رفیق
ہوتے ہین ہمراہ عاشق کے مگر ۔۔۔ آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
لیکہ عاشق ماہران عشق ہین ۔۔۔ ہین وہ خوش ہر دم بلا و رنج مین
عشق کے وہ آزمودہ کار ہین ۔۔۔ بادشاہ باطن مین ظاہر خوار ہین
جانبازی مین ہین پختہ پر نہ خام ۔۔۔ بو دسے اپنی ہین بے خود لاکلام
تو بھی اے امداد اپنے سے نکل ۔۔۔ ہو کہ بیخود کوچۂ دلبر کو چل
خار و خس کو غیریت کی آگ دے ۔۔۔ با فراغ دل تو تنہا راہ لے
سن نہ ہونے مین تیرے کب ہے برا ۔۔۔ مست ہو تو اس مین سمجھے ہے فائدہ
ڈہونڈ مت اندر خودی کے بہتری ۔۔۔ بہتری ہے بیخودی مین اے اخی
راہ مین فقر و فنا کے سہل ہے ۔۔۔ جسم جان کو پہنچے غم گرپے بہ پے
رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی ۔۔۔ جبکہ حاصل ہووے مقصود دلی
بکریون کا دیکہہ گلہ جس طرح ۔۔۔ بہیڑیا ہوتا ہے خوش اور با فرح
بکریون کی پاؤن کی گرد و غبار ۔۔۔ بہیڑیے کی آنکہہ مین باغ و بہار
ہے اسی صورت سے حال عاشقان ۔۔۔ سو بلاؤ درد و غم مین بیگمان

ان کو حاصل یہان جمال یار ہے   گرچہ تن ان کا مثال خار ہے
عشق کی رہ مین ہو کب آسودگی   سربسر ہے درد غم آلودگی
عیش و عشرت جب تلک چھوڑی نہ تو   غیر حق سے اور منہہ موڑے نہ تو
ہو نہ جب تک تجھپر آسایش حرام   رکھہ سکے کب عشق کے رستے مین گام
کب بہلا حاصل تجھے ہو راہ عشق   مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق
غیر ناکامی کے اس جا کام نے   عشق کی رہ ہے رہ تمام نے
توشہ ہے اس راہ مین تقوی ترا   نان و حلوا طاق مین رکھہ اے فتا
نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال   باغ و راغ و حشمت و اقبال حال
نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن   تیری گردن مین پڑے جون طوق بن
نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ   جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح جنگ
نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار   مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل   اور فریب و نفس و علم و بے عمل
نان و حلوا کیا ہے سن اے بدقماش   یہ سعی تیری ہے از بہر معاش
واسطے دنیائے دون کے ہوشیار   زیر منت ہوگا کس کس کا تو یار
بے بقا کے واسطے اے خودپسند   ہوگا کس کس کا تو یہان احسان مند
عیش اور آرام تیرا اے جوان   لیگیا یک لخت یہ حلواؤ نان
تجکو یہ صبر و توکل سے چھوڑا   دربدر رسوا پھراتا ہے سدا
دہو دیا لوح توکل سے سبہی   نام تیرا جان اے مرد غبی
گوشۂ صبر و توکل چھوڑ کر   کیون پھرے سر مارتا ادہر ادہر
کان مین تیرے پڑا بہی ہے نسیم   حرف اَلرِّزقُ عَلَی الرَّبِّ الکَرِیم
یعنے ہے رزاق وہ پروردگار   رزق سبکو دے ہے وہ لیل و نہار
رزق دے ہے وہ تجھے شام و سحر   پھر پھرے ہے کس لئے تو دربدر
جا قناعت پیشہ کر اے بیخبر   صبر کے گوشہ مین اب تو بیٹھکر

گھر کے کتے کو ہی جا مرشد بنا ۔۔۔ تا کہ دے تجکو دکھا راہ ہدا

اسمین بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار مین بیٹھا تہا اور آزمانا اللہ تعالیٰ کا اُسکو امتحاناً اور نصیحت لینی اسکو ایک کتے سے

کوہ لبنان مین تھا اک عابد مقیم ۔۔۔ غار مین جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری چق و بق ۔۔۔ غار مین بیٹھا کرے تھا یاد حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار ۔۔۔ رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرت حق سے اُسے ایک وقت پہ ۔۔۔ نان و حلوا پہنچتا اے نامور
آدہا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ ۔۔۔ اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مرد خدا ۔۔۔ یاد مین اللہ کے مشغول تھا
یون بسر اوقات کرتا تھا گدا ۔۔۔ فکر کھانے پینے کا اسکو نہ تھا
نان حلوا دیتا تھا اُسکو خدا ۔۔۔ بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بھر امتحان ۔۔۔ ہوگیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام ۔۔۔ وہ ہوا زار و نحیف اے نیکنام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر ۔۔۔ سیکڑون آنے لگے دل مین خطر
ہول سب جاتا رہا صوم و صلواہ ۔۔۔ فکر کھانے مین رہا وہ ساری رات
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا ۔۔۔ اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
الغرض کی رات تو جون تون بسر ۔۔۔ ہوگیا اتنے مین ہنگام سحر
آخرش اوٹھکر وہ باصد اضطراب ۔۔۔ غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر ہوکر کھڑا وہ بے خطر ۔۔۔ اور لگا پھر دیکھنے ادھر اودہر
جبکہ چارون طرف کی اُس نے نظر ۔۔۔ دور سے قریہ اسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اوتر کر وہ اخی ۔۔۔ گانوُن کے اندر گیا باصد خوشی
سن تو اُس قریہ مین رہتی تھے تمام ۔۔۔ گبر اور قوم نصارا لا کلام

عابد اک کافر کے در پر ہو کھڑا
گبر نے دو روٹی اُس عابد کو دی
اور کیا عابد نے پھر قصدِ مکان
گانون سے باہر نکل کر وہ جوان
ایک کتا گبر کے دروازہ پر
بھوک کے مارے یہ تھا احوالِ سگ
گرچہ آگے اُس کے کوے جو کبھی
تو وہ کتا روٹی اُس کو جان کر
جو زبان پر آتا تھا لفظِ خبر
کتا بو پاکر کے عابد کی ذرا
جب لگا عابد کو پہونچانے ضرر
ایک روٹی بچ رہی تھی اس سے جو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی
دی کے اُسکو پھر ہوا عابد روان
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا
پیچھے اُس کے مثل سایہ وہ چلا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا
سو وہ دونو تجکو اب مین دے چکا
اور کیا چاہے ہے مجہہ سے اے پلید
قدرتِ حق سے وہ کتا ناگہان
یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا
یہ کہا کچھہ دو مجھے بہر خدا
لیکے اُسکو وہ چلا با صد خوشی
تا کرے افطار روزہ اُس سے وہان
غار کی جانب ہوا جس دم روان
رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
رہ گئے تھے استخوان اور پوست رگ
کھینچتا گر گردہ پرکار بھی
جان دیتا تھا وہ اوسپر بے خطر
وہ سمجھکر خبر دے تھا اوسپہ سر
دوڑ کر جھٹ اُس کے وہ پیچھے پڑا
ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
لیکے اوسکو دوڑا وہ مردِ نکو
دوڑ کر عابد کا پھر پیچھا لیا
تنگ ہوکر وہ بہی اُس نے ڈالدی
اس کی ایذا سے کہ تا پاوے امان
جھڑ جھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
بہونکتا اور کپڑے اُس کے پھاڑتا
مین نہین دیکھا ہے تجھسا بے حیا
کچھہ نہین مجھکو دیا اے بے حیا
پھر کیون ہے گرد تو مجھکو بتا
کیا حیا تجکو نہین ہے اے مرید
گفتگو کرنے لگا چون مردمان
غور کر شک مین نہین ہون بیحیا

بچپنے سے اب تلک اے نامور
رہتا ہون اس گھر کے دروازہ اوپر

گھر کا اس کے بن رہا ہون داربان
بکریون کا اُس کے ہون مین پاسبان

گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ نان
اور گاہے دے ہے مشت استخوان

اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے
کچھہ نہین اس دان کھلاتا ہے مجھے

گذرے ہین مجھہ پر بہت شام و سحر
روٹی ہڈی کچھہ نہین آتی نظر

گاہ ہوتا ہے کہ بے پیر کبر کو
نے میسر آپ کو نے مجھکو ہو

ہفتہ ہفتہ گذرے ہین یہ ناتوان
خشک ٹکڑے کا نپایا کچھہ نشان

پرورش پای جو مین اس در اوپر
اور کے در پر نہین کرتا گذر

گرچہ صد بار رنج اب سہتا ہون مین
در پر اس کے پڑا رہتا ہون مین

اس کی نعمت کا کبھی کرتا ہون شکر
صبر سے رہنا ہے گاہے مجکو شکر

کھیلتا ہون عشق کی بازی سدا
سانہ اُس کے ہین بصد رنج و عنا

الغرض یہ عاصی اس کے در سوا
اور کے درکو نہین پہچانتا

اور تجھے جو ایک دن اے نوجوان
نے ملا تقدیر سے حلوا و نان

بس بنای صبر مین آئی شکست
غیر کے در پر گیا اے خود پرست

اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر
گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر

کچھہ نہ کی رزاق پر اپنے نظر
مانگنی آیا تو اک کافر کے گھر

واسطے روٹی کے اپنے دوست کو
چھوڑ کر آیا تو یہان اے نیک خو

اور دشمن اوس کے سے کی دوستی
کچھہ حیا تجکو نہ آئی اے اخی

اب ذرا منصف ہو اے مرد خدا
بے حیا تو ہے کہ یا مین ہون بتا

سن کے یہ عابد گرا مدہوش ہو
پیٹ کر سر ہو گیا بے ہوش ہو

اس سگ ملعون نفس بد نہاد کی
یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی

صبر کا در بھی اگر تجھہ پر سے کھلے
گبر کے کتے سے کمتر بھی تو ہے

ساقیا میری خبر لے جلد آ
نفس اور شیطان کے ہاتھ سے بچا

نفس و شیطان نے کیا مجکو اسیر	ہو کہین پھر خدا تو دستگیر

اسمین مذمت ریاکارون اور مکارون کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مرد غبی	واسطے زر کے بنے تو متقی
شانہ و مسواک تسبیح و ریا	جبہ و دستار قلب بے صفا
زہد کا دعوا ہو تجکو بیشمار	جاہ و عزت کے لئے اے نابکار
لے بنا تقوی کی صورت بے نظیر	تا کرین تعظیم سب شاہ و وزیر
ہے گمان تجکو کہ ایسے مکر سے	سارے عالم کو مطیع اپنا کرے
ہے توقع تجکو اے مرد غبی	تا کہ اس جھوٹی فقیری سے تری
معتقد ہوکر کے سب اہل جہان	لائین نذرین پاس تیرے بیگمان
یہ نہین معلوم تجکو اے عزیز	ہین جہان مین سیکڑون اہل تمیز
ہین بہت عالم مین عاقل نکتہ دان	جانتے ہین سب کی خوبی و زیان
یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو	اس سے وہ واقف ہین بیشک مو بمو
پر یقین ہے تجکو اب بیشک یہی	حال سے میرے نہیں واقف کوئی
اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا	لاف تقوی اور عدالت کی سدا
فکر مین ہر دم ہے تو اسبات کے	جسسے یہان کی عزت اور دولت ملے
کار تیرا سربسر لیل و نہار	کرتا ہے تحصیل جاہ و اعتبار
واسطے زر کے بنے اے نابکار	متقی و عاقل و پرہیزگار
نان و حلوہ کے لئے تو نے لعین	کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام دین
جاہ و عزت کے لئے اے بے خبر	دین و ایمان سے پڑا تو دور تر
دین دیا تو نے لیا نان حرام	مکر و حیلہ بھر تسخیر حرام
مال کھاتا شاہون کا با مکر و شید	جھوٹی غیبت سے نہ تیری عمر و زید
لے فریب و مکر سے شاہون کا مال	ہر طرح سے پھر اسے سمجھا حلال
پھر یہ تقوی اور عدالت با وجود	ایسے وصفون کے ہے قائم اے جہود

ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار
یہ عدالت اور تقوی نابکار

سنگ و آہن سے بہی یہ مضبوط ہے
جو نہین نقصان کسی شے سے اسے

کچھہ نہین نقصان فریب و مکر سے
اس عدالت اور تقوی کو تیرے

نے خلل اس کو کسی شے سے عزیز
چون وضوی محکم بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اُس عورت کا سُن تک اے عزیز
جو کہ تو ر کہتا ہے کچھہ عقل و تمیز

شہر ہرا ہین تھی سُن اک بیوہ زن
کہنہ رند حیلہ ساز پُر فن

نام اُس عورت کا تھا اے ہوشیار
کہتے ہین بی بی تمیزہ ہوشیار

بس عبادت سے اُسے لیل و نہار
تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقت عشا
با وضو رہتی تھی اے مرد خدا

بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور
رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایک دم بھر مرد بن رہتی نہ تھی
گرچہ پھر چوڑہا چمار ہووے کوئی

آتا جو اس بے حیا کے پاس یار
آگے اُس کے پڑتی تھی دامن پسار

لے نماز شام سے تا بامداد
نامرادون کو سدا دیتی مراد

اور نہ خالی ہوتی تھی اس کی دوات
ایک دم بہی بے قلم اے نیک ذات

جو کوئی لاتا مراد اپنے وہان
جھٹ رقم کرتی وہ اسپر بیگمان

رند و اوباش کے مقصود کو
خوب برلاتی تھی وہ اے خوبرو

اُس کی چکی چرخ کے مانند یار
پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار

اور اسی حالت مین پھر وہ نابکار
کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اُٹھتی بناز
ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز

بے وضو بے غسل بے نیت سدا
خوب کرتی تھی رکوع سجدہ ادا

تکلے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر
باوضو رہتی ہون مین آٹھون پہر

ایسی بدذاتی سے پہر وہ بے حیا
آپ کو کہتی تھی مین ہون پارسا

ایک دن ایک رند نے اُس سے کہا — کیا کہوں مجہکو تعجب ہے بڑا
اس طرح کے کار سے تیرے مجہے — حیرت آتی ہے بہت اے نیک پے
باوجود ایسی جنابت کے سدا — خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیت اور آداب یہ محکم وضو — کر بیان کچہہ حال اسکا مجہسے تو
یہ وضو تیرا اُسن اے نیکو سیر — سنگ روئین سے بہی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سد سکندر سے دوچند — جو کسی شے سے نہین اس کو گزند
ہے مثال ایسی ہی تقوی کی ترے — ہر طرح کے کار سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو — سو جنابت سے نہ ٹوٹے تہا کبہو
یون ہی تقوی اور عدالت تیرا یار — سو فریب و مکر سے ہے پائدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر — بے حیا بے شرم جو ہو اس قدر
ساقیا آ حد سے گذرا انتظار — جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کر کے تا ناہوس کے دامن کو چاک — آتش دل سے مین ڈالون سر پہ خاک

اس مین مذمت اُن درس کہنے والونکی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی اپنی کا اور دہوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند — مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اس لئے ہے صبح و شام — تاکہ ہو مشہور علم اور فضل نام
بہر اظہار فضیلت اور عمل — آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے — خلق مین مشہور ہونیکے لئے
علم و فضل اپنا جتانے کے لئے — سو خرابی اور بلا مین تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال — مرد و زن کے واسطے ڈالے ہی جال
تاکہ ہون تابع ترے کچہہ عام مین — سو فریبون سے تو لایا دام مین
جاہل و نادان و بے عقل و شعور — جال مین تیرے پڑے اے پر غرور

معتقد تیرے ہووے پر ضرور　　کون شئوی کا نہین جن کو شعور
جاہلون مین بیٹھ کر بن بن سدا　　علم وفضل اپنا جتنا یا خوب سا
خوب سی تقریر کو دی کر کے زیب　　جاہلون ناواقفون کو دے فریب
دوسری کو تو نصیحت ہو مدام　　اور ہووے خود فضیحت لا کلام
راہ جنت کی بتاوے اور کو　　آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
رہ بتاوے اور کو گلزار کا　　اور لیوے آپ رستہ نار کا
شہد وشربت اور کو دے ہے پلا　　آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
کرتا ہے اورون کو سیدہی راہ پر　　اور ہووے آپ گمراہ جان کر
بھیجتا ہے اور کو گلزار مین　　آپ کو ڈالے ہے تنہا غار مین
ہے یہ سب اس واسطے اے پر خلل　　لوگ جانے تا تیرا علم وعمل
خوب سی شیخی جتائی کھول کر　　مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
پر اصول وفرع تیری اے اخی　　محکم ان دو سے نہین ہے ایک بھی
کچھ حیا بھی تجکو آتی ہے بتا　　حق تعالے اور پیمبر سے بہلا
جان اس رہ مین تیرا کیا غول ہے　　یہ ریائی درس نامعقول ہے
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ ودرس　　ہے یہ ہی شیطان تیرا اور نفس
یہ ریا کا جو ثمرا ہے وعظ وپند　　زہر ہے باطن مین اور ظاہر مین قند
ہوتی ہے جس درس مین روئے وریا　　درس ہے کب ہے وہ اک قہر وبلا
چور ہی پوشیدہ دل مین یہ ریا　　دولت ایمان کو ہے لوٹتا
خنجر لا حول سے اس چور کو　　قتل جسنے کر دیا اے نیک خو
دولت ایمان لی اس نے بچا　　با خوشی جنت مین جا ڈیرا کیا
درس جو قربت نہو اس سے غرض　　ہے نہین وہ درس لیکن ہے مرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے　　کر دیا آزاد جان اے نیک پے
تا کہ یہ جا کر کے بے روئی وریا　　اس کے قدمون پر کرے سر کو فدا

سا قیا لے بھر حق میری خبر | نفس و شیطان نے کیا زیر و زبر
وقت ہے امداد کی امداد کا | کر کے امداد انکی پنجون سے چھڑا
تاکہ یہ جا کر کے بے روی و ریا | اس کے قدمون پر کرے سر کو فدا

اس مین مذمت اور برائی اُن لوگون کی ہے کہ جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکھٹا کرتے رہتے ہین اور غافل ہین حاصل کرنے اسباب عقبے کے سے

کیا ہے دنیا یعنے اسباب جہان | آفت جان ہے ہر اک پیر و جوان
یہ کرے قرب خدا سے تجکو دور | اور کرے راہ ہدیٰ سے تجکو کور
کر دیا قربان اسپر اپنا سر | ہوگیا تو راہ حق سے دور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام | اس طرح کے نان و حلوا نے تمام
اور بھی اکثر ترا اے نیک خو | لیگیا ہے رونق اسلام کو
جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور | بیخ و بن سے تو اکھاڑ اور دور کر
اور اس دنیای دون پر خاک ڈال | آپ کو بار گران سے تو نکال
سعی تیری ہے یہ اے صاحب ہنر | واسطے دنیائی دون کے سربسر
سعی کچھہ جانی نہ عقبی کی ہے کیا | سعی دنیا مین رہا تو مبتلا
اسکے رہ مین موشگافی اے شقی | اس کے رہ مین کند فہمی احمقی
پیچھے اس کے دوڑ ہی ہے از جان و دل | اس کے پیچھے جاوے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے ذرا | جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا
سعی دنیا مین رہا تو عمر بھر | کیا ہوا حاصل تجھے جز درد سر
سعی عقبیٰ کی جو تو کرتا میان | کار دنیا کا بھی بر آتا میان
کار عقبیٰ کا جو کرتا بند و بست | کار دنیا کے بھی سب ہوتے درست
اس لئے فرماتے ہین خیر البشر | جو کوئی دنیائے دون کو ترک کر
ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع | اپنے اس اللہ کی جانب رجوع

کار اسکے دنیا و دین کے تمام
ہوتے ہین آسان سب اے نیکنام

اس کے اوپر یاد آئی اک مثال
کان دھر کر سن اسے اے خوشخصال

اسمین بیان ہے کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اوپر کار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی ایک مرد صالح نوجوان
کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میان

پاس اس کے کہتے ہین تھا ایک شتر
بھاگنے کی اُس کو عادت تھی مگر

اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا
اونٹ اُس کا بھاگ جنگل کو گیا

اور آدھے دن جمعہ کا اس لئے
تھا کہ پانی زرع کو دیئے دختر سے

مرد حیران ہوکے بولا اے خدا
پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے صرا

گر مین دوڑون کھیتی کو پانی اب یہان
اونٹ اپنے کو مین پھر پاؤن کہان

اور نماز جمعہ بھی دون ہاتھ سے
ہون خرابی مین پڑا اس بات سے

گر نہ دوڑون کھیتی کو پانی اس زمان
ہوتی ہے بالکل خراب ایمہربان

جو مین ڈھونڈون اونٹ کو جنگل مین جا
پس نماز اور زرع دونو کھو چکا

اس تردد سے وہ مرد خوش لقا
ہر طرح کے رنج مین تہا مبتلا

آخرش بولا تامل کر کے وہ
چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو

کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا
اور سوا اس کے ہے سب شے کو فنا

یعنے کار دین کو ہووے بقا
اور کار دنیوی کو ہے فنا

جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز
اس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز

کہتے ہین حضرت محمد مصطفےٰ
حج مسکینون کا ہے دن جمعہ کا

جا غرض تکبیر مسجد اس نے کی
آجر قربانی کا پایا اونٹ کی

جاکے مسجد مین ہوا مشغول ذکر
اور بھلائے دل سے سب دنیا کے فکر

باخضوع دل بصد عجز نیاز
سامنے حق کے پڑھی اس نے نماز

ہوکہ فارغ جبکہ آیا اپنے گھر
دیکھتا کیا ہے کہ وہ اُس کا شتر

ہے کھڑا اپنے مکان پر اے میان
عاجز و مسکین غریب و ناتوان

اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُس نے جا — کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اُس کے اے میان — اک درندہ اُس کو لایا ہے یہان
ہو کے گرد اس کے قوی سا بھیڑیا — مار کر یہان تک اسے پہونچا گیا
شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو — یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب مین جا کر سینچتا ہون کھیت کو — اپنے اُس معمول پر جتنا کہ ہو
جل نہ آوے ہاتھ مین تیرے اگر — جز کو تو مت چھوڑ پر اے بہرور
آخرش اُٹھکر وہ مرد نوجوان — کھیت کی جانب ہوا اپنے روان
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر — پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اُس نہر سے بس بیکران — اس کی ہر کیاری مین ہے پانی روان
ہو کے حیران مرد بولا اے خدا — کھیت یہ سیراب کیونکر ہوگیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا — کھیت مین پانی میرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اس نے ہمسایون سے جا — کھیت مین پانی میرے کس نے دیا
بولے سب ہے یہ عجب اک ماجرا — خود بخود پانی ادھر کو ہولیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو — پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر — پر یہ تیرے کھیت مین کرتا گذر
ہو گئے لاچار جب اے با ادب — چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکم حق سے کھیت مین تیرے میان — ہر کیاری مین ہوا پانی روان
ہو کے شادان اور خرم وہ جوان — شکر حق کرنے لگا بس بیکران
جو کوئی دنیای دون کو ترک کر — باندھ لے حق کی عبادت مین کمر
آپ خود آ کر یہ دنیا اے قلیل — پانون مین اس کے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار — خود بخود دنیا ہو آ اسپر نثار
اور جو حق کو چھوڑ دنیا مین پڑے — دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر — وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر

ہوگیا اُس شخص پر قہر خدا | جو ہوا دنیائے دون مین مبتلا
ہو نہ حاصل دین اور دنیائے دون | قعر دوزخ میں پڑے جا سرنگون
ساقیا وہ جام دے اب تو بنو | عیش دنیا جس سے مجھپر سرد ہو
چھوڑ کر دنیائے دون کو سربسر | حکم پر دلدار کے باندھون کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اُس امیر کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحبکمال | ایک منعم سے کیا اُس نے سوال
کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر | درپئے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیائے دنی | کس قدر ہے کہہ تو اے مرد غبی
یون کہا اُس نے کہ بے حد و شمار | کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اُس کو تو بھلا | رہتا ہے اُس کے تگ و دو مین سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل | یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدر قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر | یہ نہ آیا اُس سے کچھ عشر عشیر
یہ کہا عارف نے اُس کے ہی تو اب | فکر مین تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم مین تو عبث اس کے میان | عمر کو کرتا ہے اپنی رایگان
قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا | عمر اپنی اُسپہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا | اس سے کچھ حاصل نہین تجکو ہوا
مدعا دل کا تیرے اس سے کہین | کچھ نہین حاصل ہوا اے نیک بین
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبےٰ کا گھر | سعی کچھ اُسکی نہ کی تو نے مگر
اُس کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جان | مین نہین کہتا تو کہہ اے نکتہ دان
یعنے اس دنیائے دون سے اب تجھے | دار عقبےٰ ہووے حاصل کب تجھے
مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر | باندھتے ہین راہ عقبےٰ مین کمر

اور تو بھر گاؤ نفس بے حیا
کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا

یاد حق کو تو نماز فرض جان
اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زمان

اس جہان فانی مین تو فانی ہوا
راہ عقبے کو دیا دل سے بھلا

واسطے عقبے کے تو لے بہرہ ور
چھوڑتا مردار دنیا کو اگر

خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل
پانؤن مین پڑتی ترے بے قال و قیل

اس مین یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہین دنیا ان کے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہین دنیا اُن سے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحبدل ولی باعز و جاہ
باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ

اور گرد اسکے مرید اور طالبین
جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقین

ناگہان سہ جانور ایک طرف سے
سامنے کو آ گئے اڑتے ہوئے

ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا
اور اس کی جستجو مین دوسرا

اُن مین آگے تھا کبوتر بس روان
سب سے عاجز اور حقیر و ناتوان

اُس کے پیچھے مرغ زرین بال و پر
اڑتا جاتا تھا وہ با صد کر و فر

اور پیچھے مرغ زرین کے اڑا
جاتا تھا بدبخت کوّا چون ہوا

کرتا تھا الیسی ہر اک کوشش ولے
ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے

دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دین
ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہین

کیون کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یون
اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیون

ہے کبوتر کا مطیع کیون مرغ یون
زاغ ہائی مرغ کا تابع ہے کیون

جنس ہائے مختلف مین ہے یہ کیا
ایک کا تابع ہوا جو دوسرا

جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی
جنس سے ہے جنس کو میل اے اخی

جنس جانب جنس کھینچتی ہے میل
ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کے لیل

ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا — اور کافر پر ہو کافر مبتلا
صالحون کے ساتھ ہوین صالحان — ساتھ بدکارون کے ہون بدکاریان
زاغ ہمرہ زاغ کے ہو کر اوڑین — بلبلون کے ساتھ بلبل خوش رہین
انبیا اسواسطے پیدا ہوئے — جنس سے انسان کے اے نیک پے
آدمی تا ملکے اپنی جنس سے — بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے
جنس سے ہو جنس اپنے کامیاب — فیض ہو ہم جنس سے سب کو شتاب
انبیا ہوتے فرشتون سے اگر — کب پکڑتے اُن سے اُنسیت بشر
کب بھلا انسان ہو کر بے حجاب — راہ حق لیتے فرشتون سے شتاب
اک خلاف جنس سے ہون سو حجاب — اور ہون ہم جنس سے لکھ فتح باب
فائدہ ہم جنس سے ہو جس قدر — غیر جنسیت سے ہو وتنا ضرر
روح جو آئی ہے ملک امر سے — زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے
جسم ملک خلق سے پیدا ہوا — خواب و خور مین اس لئے ہے مبتلا
انس کی پیدایش ان دو سے ہوئی — حق نے جو دونون کی اس مین جمع کی
جو کرے یہ میل جانب خاک کی — نفس امارہ بنے ہے اس گھڑی
اور کرے جو روح کی جانب گذر — نفس لوامہ بنے اُس وقت پر
میل ملک امر کا جب اس مین ہو — آوے لوامہ کی جانب دوڑ وو
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا — ملہمہ کیطرف پھر رکھتا ہے پا
بعد تہذیب اور کمال اجتہاد — مطمئنہ ہو وے وہ اصل وداد
اس سخن کی کب ہے امدا انتہا — ماجرا ان طائرون کا پھر سنا

جواب دینا اس صوفی کا مریدون کو واسطے تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طائرون کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اوڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہان — یہ مریدون سے تو اپنے کر بیان

جو اوڑی جاتے ہین یہ تین جانور — ہین مثال ان کی سمجھہ اور غور کر
بھاگتے ہین ایک جو دنیا سے دور — دوسرے طالب ہین اُسکے بالضرور
یہ مثال ان کی ہین تینون جانور — ایک سے ایک بھاگتا ہے دورتر
طالب و تارک ہین جو دنیا کے اب — ایک کو ہے دوسرا کرنا طلب
بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے — مرغ زرین کے فریب و مکر سے
اور در پے مرغ زرین اسکے ہے — تاکہ اسپر آپ کو قربان کرے
لیکہ ہرگز یہہ کبوتر نازنین — ہاتھہ آتا مرغ زرین کے نہین
اور پیچھے مرغ زرین کے اوڑا — حرص سے جاتا ہے کوا بے حیا
پر نہ ہاتھہ آتا ہے اک کے دوسرا — گرچہ کوشش کرتے ہین بے انتہا
جان عارف ہے کبوتر کی مثال — جاتا ہے حق کی طرف بے قیل و قال
اور زرین مرغ تو دنیا کو جان — دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان
زاغ یعنے اہل دنیا حرص سے — چون زغن مُردار دنیا پر پڑے
گر تو دنیا دار کو کوا شمار — ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار — دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار
لیک وہ مکارہ ان سے بھاگ کے — مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے
بھاگتا ہے مرد حقانی مگر — مکر سے اس بے حیا کے خوف کر
دوڑتی ہے اُس کے پیچھے برملا — بھاگتا ہے اُس سے وہ مرد خدا
ہے یہی دنیا کا یارو ماجرا — بھاگے ہے جو اس سے یہ اُس پاس جا
اور جو اس کو طلب کرتے ہین یہان — بھاگتی ہے اُس سے یہ کوسون میان

تمثیل

اور سُن اسپر تو مجھسے اک مثال — نیک لوگون کا ہونا معلوم حال
ایک دن ہارون رشید بادشاہ — تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ
اور گرد اُس کے ازبس لا کلام — تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام

مہربان ان پر جو کچہہ سلطان ہوا ۔ حکم یہہ مختار کاروان کو دیا
جو کہ توشہ خانہ مین موجود ہے ۔ سامنے لاکر دہرین اس دم مرے
سنتے ہی مختار کارون نے جبہی ۔ ہر طرح کی نعمتین موجود کی
حکم پہر لونڈی غلامون کو دیا ۔ شہ نے کین یہ نعمتین تمکو عطا
جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو ۔ لے اوٹہا اس مین سے وہ بے گفتگو
سُنتے ہی اسبات کو لونڈی غلام ۔ گر پڑے ایک ایک ہر اک نعمت پہ تام
کچہہ کسی نے اور کسی نے کچہہ لیا ۔ ہاتہہ اک لونڈی نے شہ پر رکہہ دیا
ہو خفا باندی سے یون شہ نے کہا ۔ رکھدیا کیون ہاتہ مجہپر اب بتا
عرض کی لونڈی نے جب اے نیکخو ۔ صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اُس کی کمبختی ہے کیا پھر جو شہا ۔ چہوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا
بادشاہ سُنتے ہی جھٹ اسبات کے ۔ اُسپہ عاشق ہوگیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اُسے اے باادب ۔ کردیا آزاد تجھکو مینے اب
اور یہ سب نعماے اور باندی غلام ۔ کردئے تجکو عطا اے نیک نام
اس طرح جو کوئی حق کے لیئے ۔ دل سے سب نعماے دنیا چہوڑ دے
چہوڑ کر نعماے دنیا سربسر ۔ دل لگاوے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالے ہو کے خوش اُس شخص سے ۔ آخرت کی نعمتین سب اُسکو دے
تو بھی لے امداد بھر ذوالجلال ۔ دو جہان کی نعمتون پر خاک ڈال
ماسوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا ۔ خالصاً للہ حق سے دل لگا

اس مین مذمت اور برائی اُن لوگون کی ہے کہ فخر کرتے ہین ساتھ مصاحبت بادشاہون کے اور دعوی رکھتے ہین شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدونکا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور ۔ قرب سلطان ہے تو کر اس سے حذر

ہوش سر سے بھی ہے اور دل سے سرور | قرب سلطان اس سے رہ تو دور دور
ہے سعادتمند وہ ہے اے فتا | آپ کو جس نے لیا اُس سے بچا
قربت سلطان سے بچ کر بچ سکے | کیونکہ یہ زہر وبال جان ہے
اور ہے ایمان کا بھی اس مین ضرر | ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
اسکے اوپر کہتا ہون اک داستان | کان دل سے تم سنو اے مہربان
نیک لوگون کا طریقہ ہے یہی | جو بیان کرتا ہون تجھسے اے غنی

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر | راہ حق مین چست و کامل بے نظیر
چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار | کر لیا تھا اسنے گوشہ اختیار
خلق سے ہو کر جدا جنگل مین جا | کرتا تھا تنہائی مین یاد خدا
بیٹھ کر اک غار مین تنہا سدا | ذکر حق مین ہر گھڑی مشغول تھا
باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار سے | پر کبھی حاجت ضروری کے لئے
بعد ہفتہ کے جو ہوتی اشتہا | کھاتا تھا برگ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہوگئی اسکو بسر | ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر
تھی اُس عارف پر عنایات خدا | واصل مولا وہ رہتا تھا سدا
چھوڑا اس عالم کو جو حق کے لئے | بے شبہہ وہ اپنے دلبر سے ملے
جہد و کوشش شرط ہے اے پسر | راہ مین دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہ دل ربا | چل سکے بے راہبر کب بھلا
ہینگی اس راہ مین بہت سی گھاٹیان | طے ہو کب بے راہبر کے اے فلان
کہتے ہین حضرت محمد اسلئے | راہ بر لے ساتھ پھر تو راہ لے
راہ بر لے تا تو سیدھی راہ جا | گھاٹیون مین ورنہ ہوگا مبتلا
اولیا ہین راہ بر اس راہ کے | اُن کے دامن کو پکڑ اور راہ لے
عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز | بے مدد مرشد کے کب ہمسر باز

سر باطن کب ترے دل پر کھلے — تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے
گرچہ کی تو نے عبادت سالہا — لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو کہ تھی حرص و ہوا دل مین بھری — اس عبادت سے نہ وہ کچھہ کم ہوئی
جو نجا حرص و ہوا دل سے تیرے — اس عبادت کو تری پھر کیا کرے
کہتا ہے حق دیکھہ دیدہ کرکے باز — منع کرتی ہے گناہون سے نماز
عادتی ہے یہ ترے روزہ نماز — سر باطن اس سے کب تجھپر ہو باز
پیروی کر جان سے مرشد کی تو — تاکہ کردے تجکو سیدہی راہ کو
ورنہ اس رہ مین تو بے مرشد سدا — ٹھوکرین کھاتا رہیگا جابجا
سوچ تو دل مین ذرا اے نیک پے — بے کمان کے تیر کیونکر چل سکے
تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا — بے کمان کے جا نشانے پر لگا
کس نے پایا ہے صراط المستقیم — بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم
انتھار کہنا نہین ہے یہہ سخن — حال اُس درویش کا اب مجھسے سُن

آنا دنیا کا اک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیان اُس غار کے وہ پارسا — ذکر و فکر حق مین رہتا تھا سدا
ناگہان اک روز اے فرخندہ فال — ایک عورت صاحب حسن و جمال
باہزاران خوبی و زیبندگی — آگئی خدمت مین اُس درویش کی
دست بستہ باادب ہوکر کہڑی — عرض خدمت مین یہ کی درویش کی
جو کرو اسدم قبول حضرت مجھے — کیا کریمون کے کرم سے دور ہے
تیری خدمت مین رہونگی مین مدام — جو کہ فرماؤ بجالاؤن تمام
دیکھکر درویش نے اس کے تئین — کرلیا معلوم باطن سے وہین
ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار — سامنے آئی میرے کرکے سنگار
یہ کہا درویش نے اے بیحیا — دور ہو مجھہ پاس تو ہرگز نہ آ
بھاگ کر تجھہ سے یہان آیا ہون مین — چھپکے آ بیٹھا ہون تنہا غار مین

پھر کہ کیون آئی ہے اس جاای پلید
مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید

یہ کہا اس نے کہ اے درویش جان
حکم سے حق کے ہین آئی ہون یہان

حق ہین میرے تجکو اے مرد یقین
فائدا کچھہ منع کرنے ہین نہین

آئی ہون ہین حکم حاکم سے یہان
کیون خفا ہوتا ہے مجھہ پر اے میان

کھ کے یہ نظرون سے وہ غائب ہوئی
اور عارف کو ہوئی دہشت بڑی

یہ کہا عارف نے وہ جو آئیگی
جو نئین مجھسے بہت سی کھائیگی

گر نجاوی گی وہ میرے پاس سے
گور کا مصروف کرون گا ہین اسے

گر نجا مجھ پاس سے دنیاے دون
صرف اُس کو راہ عقبے ہین کرون

مال دنیا ہے یہ زہر سم ناک
گر اُسے پاوے تو اس پڑ ڈال خاک

یعنے اُس کو صرف کر نیک امر مین
تا کہ کام آوے وہ تیرے قبر مین

واسطے حق کے جو دے تو اک یہان
اس کے بدلہ پاوے سو حصہ وہان

کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار
تا کہ راضی تجھسے ہو پروردگار

چاہتا ہے وہ جو کچھہ پروردگار
کرتا ہے اسباب اُسکا آشکار

دس برس تک وہ فقیر اس غار مین
تھا رہا مشغول حق کے کار مین

کوئی آتا تھا نہ اُس پاس اے پسر
کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر

گائین بکری اونٹ خچر اور گدھے
وہان تلک آتے نہ چرنے کے لئے

اتفاقاً اک برس تقدیر سے
قحط عالم مین پڑا حد سے پرے

خشک سب کھیت اور جنگل ہوگئے
آدمی حیوان کل مرنے لگے

گلہ ہاے استر و گاوان و خر
پھرتے تھے چرواہے ادہر اور اُدہر

کچھہ بھی جس جا پاتے تھے سبزی کی بو
دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو

یون ہی پھرتے پھرتے اک دن ناگہان
آئے پاس اُس غار کے سب اے عیان

چند اک چوپائے گرد اس غار کے
دیکھہ سبزہ چگتے چگتے آگئے

پھر تو چرواہے وہان آنے لگے
لیکے چوپائے چرانے کے لئے

ناگہان اک دان وہ عارف غار سے
کی تھی جو حق کی عبادت بیشمار
دور سے چروا ہے صورت دیکھ کے
اعتقاد دل سے جا ہر ایک نے
جو کہ تھا درویش مشغول خدا
جسکو حاصل ہووے وصل دلربا
آخرش سب نے بصد عجز و نیاز
آپ کو خواہش ہوا جس چیز کی
دیکھا جو درویش نے اوسکے تئین
کرکے اُن کے عجز و زاری پر نظر
ایک مدت سے یہ نفس بد میرا
شیر کے دو ایک دیگر گھونٹ یار
عرض کی یوں قحط سے باران کے اب
جب نہ ان کو دوب کھانیکو ملا
اور کہا رو رو کے سب نے باحزن
دیکھہ کر درویش اُن کا اضطرار
ایک گائین کرکے اب سب سے بدر
کرکے بسم اللہ اب اے نیکراہ
کا ... مین ہے کوشش شرط یار
کوشش جان سے سُن ذرا اے مہربان
سعی و کوشش ہے انہین کی بامراد
بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے
راہ کو کر قطع چل پاؤن اوٹھا

آیا با ہر ایک حاجت کے لیئے
نور حق تھا اُس کے مُنہ سے آشکار
گرد اس درویش کے آکر ہوئے
رکھدیا پانون پہ سر درویش کے
اُن کی جانب کو نہ کچھہ راغب ہوا
پھر اُس کو اور سے مطلب ہے کیا
یہ کہا درویش سے اے پاکباز
حکم کیجے ہم بجا لاوین ابھی
پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہین
یہ کہا کچھہ دودہ لاؤ ہو اگر
مانگتا ہے دودہ مجھ سے برملا
تا مین مار نفس کا دون زہر مار
گائین بکری ہوگئی بے دودہ سب
شیر ان کی خشک پستان سے ہوا
تمنے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن
یہ کہا اُن کو کہ اے مردان کار
اس کو دو ہو تم خدا کے نام پر
سعی کر تو ہو گی امداد اللہ
جہد کوشش کر جو تو ہے ہوشیار
کہتے ہین کیا سرور پیغمبران
کرتے ہین جو نفس پر اپنے جہاد
جہد کر چل منزل مقصود پے
بیٹھنے کا رہ مین کیا ہے فائدہ

ہو مسافر کو کہان آرام و خواب — ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب
راہ حق دیکھا ہے کیا آسان یار — جو پڑا ہے تو یہان پاؤن پسار
راہ لے چل عیش کے دامن کو پھاڑ — تانہ اولجھے ان سے اندر خار و جھاڑ
ہے یہ منزل پر خطر باخار و زار — جو تو جا کپڑون سے بالکل فگار
یعنے یہ کپڑے اولجھکر جھاڑ مین — خوب سا تن کو تیرے زخمی کرین
طاق مین رکھہ تن سے تو کپڑے اتار — بادل فارغ تو بھر لے راہ یار
دور ہے منزل بہت رہ مین پہاڑ — اور بہت سے جابجا کانٹون کے جھاڑ
چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو — ہاتہہ مین لے اپنے تیشہ آہ کو
قطع کر یہ خار رہ سے تاکہ تو — جلد پہونچے منزل مقصود کو
ورنہ بے تیشہ تیرا تن ہو فگار — روکدین رہ سے تجھے یہ سنگ و خار
یعنے لا سی تیز لے تیشہ بنا — سنگ غیریت کو پھر رہ سے اوٹھا
منزل مقصود الا اللہ کر — سیر وہان جا بادل آگاہ کر
یعنے یہ حرص و ہوائے دنیوی — غیر حق کے ہے تیرے دل مین بھری
بھر حق تو دل سے ان کو دور کر — نور عرفان سے اسے معمور کر
یہ سخن ہے بے بیان اے دوستو — حال اس درویش کا مجھسے سنو

قصہ دودہنا ایک چرواہے کا آزمایش اور بد اعتقاد سے

ایک چرواہا غرض ان سے اوٹھا — پاس گاؤ نارسیدہ کے گیا
اوس کے دوہنے کا ارادہ کرلیا — تاکہ لیوے امتحان درویش کا
اوس جوان نے پاس اوس گائے کے جا — ہاتہہ جھٹ اوس کے تھنون پر رکھہ دیا
ہاتہہ رکھتے ہی تھنون پر بے گمان — دودہ کی نہرین ہوئی اون سے روان
ہو کے حاضر سامنے درویش کے — دودہ لے باعتقاد حاضر ہوئے
دودہ لے عارف نے اون سے پی لیا — بعدہ اوس غار مین جا کر چھپا
ریوڑون کو لے کے سارے راعیان — شہر کی جانب ہوئے یارو روان

شہر مین وہ سب کے سب داخل ہوئے — اُس کرامت سے وے حیران ہتے

دن کئی گذرے غرض اس طرح پر — آتے تھے چرواہے اُس غار پر

رفتہ رفتہ شہر مین پھر جا بجا — اُس کرامت کا بہت چرچا ہوا

تھا خلایق کی زبان پر یہہ کلام — شاہ تک بھی ہو گیا قصہ یہ عام

سنتے ہی اسبات کے شہ نے کہا — سب امیرون اور وزیرون سے بلا

چلکے اُس عارف کی زیارت کیجئے — کیونکہ وہ دورہ مین اپنے فرد ہے

اُس کا ثانی کوئی عالم مین نہین — عالم و کامل وے سلطان دین

کہکے یہ اور اوٹھ کے باصد التجا — خدمت درویش مین حاضر ہوا

شہ کے آنے سے ہوا درویش کو — شغل مین حق کے ہرج بے گفتگو

صحبت میر و وزیر و بادشاہ — ہے بڑا فتنہ سمجھ اسے نیک راہ

ہے سلاطینون کی صحبت مثل آگ — تیر کے مانند ان سے دور بھاگ

ان کی صحبت سے ہر اک حیران ہو — عاجز ان کے مکر سے شیطان ہو

ہے تکبر ان کے یون دل مین بھرا — بکریون پر جس طرح ہو بھیڑیا

پاس سلطانون امیرون کے نجا — آپ کو ان سے بہر صورت بچا

صحبت ان کی کہ جو غفلت لائے ہے — او قناعت کا اثر لے جائے ہے

اس سبب فرماتے ہین خیر الزمان — دین حق کے ہین امین یہہ عالمان

پر نہ جو ہوان ہمنشین و ہم طعام — ساتھ سلطانون و امیرون کے مدام

جو کہ عالم جا امیرون سے ملے — دین کے بیشک ہوے وہ چوتے

بس ڈر وان سے بچاے مومنین — تا تمہارا بچ رہے اسلام و دین

الغرض شہ عجز و زاری سے سدا — پاس اُس درویش کے رہنے لگا

پھر تو دونو عارف و شہ بے خطر — ہو گئے آپس مین جیون شیر و شکر

ہوتے ہوتے ہوا یون سلطان نے — خوب ہو جو شہر مین عارف چلے

سوچ کر دل مین کہا دستور کو — جو چلے محلون مین عارف خوب ہو

باعث برکات رحمانی ہے یہ
سایۂ انوار ربانی سے یہہ

اس کے قدمون کے طفیل اے بہرہ ور
رحمت حق ہووے نازل شہر پر

شہر مین ہو اس طرح کا مرد جو
زیب شاہی رونق اسلام ہو

الغرض آیا وزیر حیلہ جو
پاس اس عارف کے باصد گفتگو

باادب کی عرض یہ درویش سے
شہر مین چلئے تو اب کیا خوب ہے

مرد آزادہ تھا وہ مرد خدا
بھاگتا تھا خلق سے کوسون سدا

بولا وہ سن اے وزیر اب مجکو کیا
خلق کے ملنے سے بتلا فائدا

مجکو آبادی سے ویرانہ بھلا
اختلاط خلق سے ہے سو بلا

ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
اور ہر اک طالبِ آرام ہے

طالب آرام نفس اپنے کا اب
مین نہین ہون اے وزیر باادب

مرضی حق کا ہون طالب مین سدا
خوب تنہائی مین ہو فرضی ادا

ہے بھلا حق مین مرے گوشہ سدا
گاو حضر مین رہنے کا کیا فائدا

کہتے ہین حضرت محمد مصطفے
جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا

اختلاط خلق سے ہے جو بچا
جان اپنی کو سلامت لے گیا

فائدا وحدت مین ہووے جسقدر
اس سے سو درجہ ہو کثرت مین ضرر

جس نے کثرت سے بچایا آپ کو
ملک وحدت کا ہوا سلطان وہ

پھر وزیر حیلہ جو نے عرض کی
گر پکڑتے اس طرح گوشہ نبی

کب پہونچتا خلق کو دین خدا
رہتا گمراہی مین ہر اک مبتلا

یون اگر گوشہ پکڑتے اولیا
راہ حق پاتی یہ کب خلق خدا

یون کہا درویش نے اے باخدا
جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا

لیک جو بیمار ہوا اے باشعور
چاہئے پرہیز اس کو بالضرور

جو نہ بیماری مین پرہیز اب کرے
بے شبہ وہ ہاتہ دہووے جان سے

اور صحت جس نے پائی مرض سے
کیا دوا پرہیز کی حاجت اوسے

انبیا اور اولیاء راسخین　　رنج بیماری سے ہین پاک اے متین

لیکہ مجھہ مین حرص کچھہ باقی ہے اب　　چاہیے پرہیز مجکو اِسس سبب

سنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو　　کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو

تارک دنیا ہو تم تو بالیقین　　آپ سے ہم پاس تم آئے نہین

خود بخود آئے ہین ہم بالتجا　　آپکی خدمت مین اے پیر ہدا

تیرے نفس پاک سے اے مہربان　　ہوگئے روشن ہماری جان جان

تیری صحبت ہوئی ہمپر تمام　　عیش دنیا سربسر بالکل لاکلام

سامنے تیرے ہوا و حرص سب　　محو ہو دل سے گئی ایک لخت اب

ہین یہ فرماتے امام المرسلین　　ہے وہ سب لوگون مین بہتر بالیقین

نفع جس سے ہو خلایق کو تمام　　فائدہ اس سے اوٹھاوین خاص و عام

تم بھی اسپر کچھہ عمل اب کیجیے　　فیض اپنا چلکے سبکو دیجیے

فیض سے تیرے ہون وہ ذاکر تمام　　جو پڑے رہتے ہین غفلت مین مدام

کرتے ہین کفران نعمت جو کوئی　　تیری صحبت سے ہون شاکر وہی ابھی

بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر　　چاہ پیاسے پاس کب جائے پسر

جوکہ چاہے مجھہ سے وہ آوے یہان　　مین بھلا کسواسطے جاؤن وہان

ایک مدت الغرض اسی طرح پر　　عرض کرتے ہوگئے اُسکو بسر

آخرش جانا جو عارف نے کہین　　یہ وزیر اب یہان سے ٹلنے کا نہین

بولا بہتر تیری فرحت کے لئے　　مین چلونگا شہر مین سلطان کے

بعد اسکے جو صلاحِ وقت ہے　　وہ کرونگا تیری خاطر جان کے

ہولیا درویش ہمراہ وزیر　　سوئے دولت خانۂ شاہِ کبیر

شاہ نے دیکھا جو اُسکو دور سے　　اوٹھکے آیا واسطے تعظیم کے

وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے　　مارنے پتھر لگا سلطان کے

تاکہ دیوانہ سمجھکر اس گھڑی　　چھوڑ دے سلطان مجکو اے ولی

اہنر درویش وہان مستانہ وار / مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ / بھاگ کر وہان سے گیا با درد و آہ
بھاگ کر نکلا جھٹ اُس دالان سے / جس مین بیٹھا تھا وہ سلطان شان سے
اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا / حکم حق سے وہ مکان جھٹ گر پڑا
شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے / مارتا تھا مجکو پتھر اس لئے
اس مکان مین تا نہ یہ دب کر مرے / کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے
مارنے مین اس کے یہ تھا فائدا / تاکہ اس صدمہ سے دے مجکو بچا
چاہیے تھا عارف چھپنا آپکو / حکم حق تھا مبتلا یہہ اور ہو
چاہیے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد / اور ہو تہہا شہ کو زاید اعتقاد
صدق دل سے باہزاران التجا / آکے شہ عارف کے قدمون پر پڑا
عرض کی اے پیشوائے عارفان / لطف کا تیرے کرون مین کیا بیان
کیا کرون احسان کا تیرے شکر مین / جو رہین تیرے ہزارون لطف مین
خضر نے کشتی جو توڑی جور سے / تاکہ وہ ظالم کے ہاتھون سے بچے
اس طرح مجکو بھی تو نے خضر وار / کردیا سو ورطۂ قاتل سے پار
یانا عارف نے کہ ہے حکم خدا / کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا
دل سے اپنے پھر یون کہنے لگا / مرضئ حق سے تو اب یہان آپھنسا
مرضئ حق پر ہی رہنا چاہئے / زہر بھی ایک عرصہ چکھنا چاہئے
یعنے خواہش پر خدا کی ہر بلا / چاہئے راضی رہے صبح و مسا
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا / زہر بھی سے چکھئے ذرا بھر خدا
الغرض کہنے سے عارف شاہ کے / شہر مین آیا نکل کر غار سے
شہ نے عارف کے لئے با عز و جاہ / کردئے تیار محل اور خانقاہ
ہر طرح کی نعمتین موجود کی / واسطے درویش کے باصد خوشی
وہ فقیر پاک جان و راست باز / ہوگیا ظاہر مین اندر عز و ناز

عیش دنیا مین تھا ظاہر مین پھنسا　لیک باطن مین تھا وہ سب سے جدا

پوستین اور دلق کو پہنے ہوئے　نفس پر کرتا جہاد ہر دم ولے

ایک حجرے مین وہ تنہا بیٹھ کر　کرتا تھا یاد خدا شام و سحر

باخوشی رہتا تھا اُس گدڑی مین وہ　فقر پر کرتا تھا محکم آپ کو

کچھ نہ اُس دولت سے حاصل تھا اسے　پر فقیرون کو دیا کرتا تھا لے

گرچہ ہے دنیا یہہ ملعون ازل　پر ہے مومن کے لئے بیت العمل

مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا　نیک ہے گر خرچ اسکو نیک جا

نیک کامون مین تو اُسکو خرچ کر　ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر

مال دنیا کو بقا گرچہ نہین　خوب ہے گر خرچ اندر کار دین

واسطے دانا کے دنیا خوب ہے　اور نادانون کو بد اسلوب ہے

جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کی　سانپ اُس کا یار غار ہوا اخی

گر نہو منتر تجھے معلوم یار　سانپ کے مت گرد پھر تو زینہار

تا نہ دھووے ہاتھ اپنی جان سے　یاد رکھ یہ بات میری مان لے

مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا　جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا

الغرض درویش کو رہتے ہوئے　ہو گئے دس سال پاس اُس شاہ کے

دس برس اُس کو گئے یون ہی گذر　پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر

زہد و طاعت مین نہ آیا کچھ بھی فرق　گرچہ ظاہر مین رہا دنیا مین غرق

تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار　بہر نظم ملک یا بہر شکار

وقت چلنے کے وہ سلطان اے اخی　آکے زیارت کرتا اُس درویش کی

الغرض ایک دن اسی معمول پر　اُسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور

اور اُسی حالت مین وہ پیر ہدا　یاد مین اللہ کے مشغول تھا

ناگہان وہ زن جو پہلے آئی تھی　سامنے سے دوسرے بار آگئی

پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے　آئی ہے مجھ پاس اب تلا مجھے

عرض کی اُس نے کہ اے سلطان جان — تجھسے مین ہوتی ہون رخصت اس زمان
یون کہا چل دور ہو اے بے حیا — مکر سے تیرے خدا رکھے بچا
تو دغا دے ہے ہر اک کو پر جو وہ — ہو ترا تابع تو اس سے دور ہو
دور ہو مجھہ سے کہین اب ای غبی — پوستین اور دلق مجھہ پاس ہے وہی
پاس میرے دونو یہ موجود ہین — مین نہین آتا ہون تیرے داؤ مین
دور ہو یہان سے تو جلدی بے حیا — کب تلک دیگی مجھے بتلا دغا
ہو گئی غائب نظر سے سن یہ ذکر — اسکے فتنہ کا ہوا عارف کو فکر
دیکھئے کس طرح ہووے گا جدا — مال و دولت دنیوی مجھسے بھلا
معتمد مجھسے ہے ہر چھوٹا بڑا — آپ سے مجکو کرے کیون کر جدا
دیکھئے تقدیر سے ہو کیا سبب — تیل کھل سے ہو جدا کس طرح اب
شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے — دیکھئے رسوا کرے کیون کر مجھے
پڑھ کے پھر لاحول ہو شاغل برب — ہوگا جو حکم خدا سر پر ہے اب
جو قضا آوے تو ہو بر عکس کار — ہو وین سب تدبیر باطل اور زار
جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب — غیب سے کرتا ہے اسکا کچھہ سبب
ایک دن تقدیر سے ناگاہ یار — شاہ جنگل کو گیا بہر شکار
جستجو کی اور محنت بے شمار — پر ملا اُسکو نہ وہان اس دن شکار
رنج بے حد پایا اور تکلیف سخت — دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت
وہان سے ہٹ کر شہ اُسی معمول پر — خدمت عارف مین آیا دوڑ کر
گر کے قدمون پر وہ اُس درویش کے — پاؤن پر بوسہ دیا سو صدق سے
آیا تھا گرمی مین گھبرایا ہوا — اس جگہہ آرام کچھہ اُس نے لیا
شدت گرمی تھی اور رہ کا تکان — کچھہ ہوا آسودہ شہ اس سے وہان
ایک طرف تکیہ لگا دیوار کا — جون مسافر تھک کے غافل سو رہا
شاہ تنہا اور وہ عارف تھا وہان — خنجر سلطان نکل کر از میان

ننگی ہو شہ کے شکم پر گر پڑی
اور شہ مہربانی سے عارف نے بھی

چاہا تھا اسکے شکم پر سے اٹھا
اک طرف رکھدون ہے غافل نادنا

جاگ اٹھا اکبارگی شہ خواب سے
ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے

دوڑ کر جھٹ محل مین داخل ہوا
پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا

بولا غصہ سے کہ جھٹ آوے وزیر
تا کرے درویش کو اسدم اسیر

اور کرے آ قتل اسکو برملا
تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا

کیا کیا تھا مین کہو اسکا برا
پاؤن پر رکھا تھا سر اسکے سدا

کیا نکوئی کا ہے بدلا یہ کہو
کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو

جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا
پڑھ کے استغفار یون شہ سے کہا

کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر
جان بخشی اس کی کرے نامور

شاہ بولا تجکو بخشی اس کی جان
پر تجھے لازم ہے اس کو اس زمان

چھین کر اس سے یہ سب مال و منال
کر کے ننگا شہر سے باہر نکال

ہوئے ہے یہ صدق و وفا اہل دول
وہم سے بس صدق مین آیا خلل

مت ہو نازان لطف پر انکے کبھی
دم مین ہون شیطان اور دم مین ولی

اعتقاد اہل دولت پر کبھی
دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی

ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ
ہو گیا بد ظن اسی عارف سے آہ

دشمن جان اس قدر اس کا ہوا
جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا

دل لگا اس شاہ سے بیوفا
جو ہزارون جرم بخشے اور خطا

دیکھکر کے سبکے وہ جرم و گناہ
دے ہے روزی لطف سے شاہ و گدا

چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو
اس سے زیادہ بیوقوف اب کون ہے

سو خطائین کر کے تو آوے جو پھر
خاص ہو درگاہ مین اس کی تو پھر

مال دنیا کا بھی ہے بس بے وفا
دل لگانا اس سے ہے بیشک خطا

جان سلامت اپنی عارف لے گیا
کیونکہ دنیا پر نہ اس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اسکے مکر سے قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے
زیر تیغ بے دریغ شاہ دون ہوتا عارف بے شبہ زار و زبون
کی تھی اُس نے احتیاط حد سے بڑا مال دنیا پر نگی تھی کچھہ نظر
جان و تن اپنی سلامت لے گیا مکر سے دنیائے دون کے وہ بچا
حیف ہے صد حیف اے غنا سلوک ہو تو یون نازان بتعظیم ملوک
خاص لذت اُسکے جو وقت خطاب ہے نہ آوے وہ ز صد خم شراب
شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے یہ ندا سنکر کے تو مدہوش ہے
مست و مدہوش اس خطاب شہ سے ہے ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے
پوجتا ہے گویا تو اُس شاہ کو کچھہ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو
اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دین شرک ہے یہ تو برب العلمین
جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر آیت لا تشرکو پر گوش کر
ساقیا اب آ کہین مت دیر کر دل مرا تجھہ بن ہوا زیر و زبر
عیش کے سامان سب موجود ہین تجھہ بنا پر ساقیا نابود ہین
آ کہین دے بہر حق ایک بھر کے جام عیش و عشرت جس سے ہو دلبر تمام

اس مین مذمت اُنکی ہے جو مضمون دنیا کے مین غرق ہین واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دون گر دمت جا اُسکے تو اے پر فنون
اس سے آلودہ کئے تو نے اگر ہاتھ اور منہ اپنے اے نیکو سیر
روئے آسایش کو دیکھے گا تو جان ایک سر مو ہے کہین اندر جہان
منصب دنیا نہیں تو جانتا ہے وہ کیا سُن لے تو اب مجھسے ذرا
راہ حق سے دور جو تجھکو کرے اور ڈالے کوئی فرقت مین تجھے
ہے یہی دنیا سمجھہ اے نیک تن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مایۂ بدنامی اُس کا نام ہے سر بسر ناکامی اُس کا کام ہے

یہ نشان ہر لحظہ خاص و عام ہے — زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے
واسطے اُس زہر کے تو دن اور رات — ہوگا تو کب تک خراب اے نیکذات
منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا — خرمن دین کو تیرے بالکل جلا
منصب دنیا ہے وہ لے پر فنون — اس طرح جس نے کیا تجکو زبون
خوش ہے وہ مقبول جسنے یہان کبہو — ہاتہ سے چہوڑا نہ اپنے دین کو
اور اس حلواؤ نان سے اے فتا — مونہ کو اپنے کچہہ نہین شیرین کیا
خوش ہے وہ داناکہ جو یہان چہوڑکر — منصب دنیاے دون کو سربسر
مارکر اس پر وہ اپنے پشت پا — خلد مین جون شاہ مردان کے گیا
مثنوی مین مولوی معنوی — نکتہ اک فرماتے ہین سن اے اخی
ترک دنیا گیر تا سلطان شوی — ورنہ ہمچون چرخ سرگردان شوی
چہوڑ دنیا کو کہ تا سلطان ہو تو — ورنہ مثل چرخ سرگردان ہو تو
زہر دارد در درون دنیا چو مار — گرچہ دارد از برون نقش و نگار
زہر این مار منقش قاتل است — میگریزد زو ہر آن کو عاقل است
زہر قاتل ہے یہ مار نفس دار — بھاگتے ہین اُس سے جو ہین ہوشیار
زین سبب فرمود شاہ اولیا — آن گزین اولیا وانبیا
اس سبب کہتے ہین شاہ اولیا — ہین وہ مقبول ولی وانبیا
حب دنیا راس کل خطیئۃٍ — ترک دنیا راس کل عبادۃ
حب دنیا سب خطاؤنکا ہے سر — ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر
چہوڑ دنیا کو جو تو ہشیار ہے — عاقلون پر جان یہ مردار ہے
پہلے تو تحصیل مین اُسکے تو یار — کہینچے محنت اور ذلت بے شمار
بعد اسکے چہوڑ کر پھر راہ لے — حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے
اس مین اول تو ہزارون محنتین — اور آخر مین ہون حاصل حسرتین
اہل دنیا الغرض یہان اور وہان — محنت اور حسرت مین ہینگے بیگمان

یا الٰہی مجھکو بھی بہر خدا — الفت دنیائے دون سے رکھہ بچا
حب منصب حب جاہ و حب مال — واسطے اپنے مرے دل سے نکال
حب مولا حب حق حب خدا — مجکو اب بہر محمدؐ کر عطا
غیر کی الفت سے کر کے مجکو دور — ہر دم ہر لحظہ تو رکھہ اپنے حضور

اس مین بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بہلے برے کہنے پر خیال نکرے موافق حکم خدا و رسول کے کئے جاوے

گر تو چہوٹا خلق مین خلقت سے آب — بد زبان خلق سے چہٹتا ہے کب
کون ہے جو بد زبان سے ہو بچا — حق پرست ہو یا کہ ہووے خودنما
گو کہ ہو تجہمین کراماتین ہزار — اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار
گر زمین سے آسمان تک تو اوڑے — پر نہ طعنہ خلق سے ہرگز بچے
کر سکے کوشش سے نالہ بند تو — پر نہ بند ہووے زبان عیب جو
جمع ہون اہل نفاق آپس مین جب — اہل تقوٰی کی بدی کرتے ہین سب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ — کہنے دے جو کچہہ کہے خلقت کو چہوڑ
چاہیے راضی ہو بندہ سے خدا — غیر کی راضی و ناراضی سے کیا
حق سے بد اندیش کب آگاہ ہے — خلق کی غوغا سے وہ بیراہ ہے
چہٹ سکے ہے اسنے کب تو اے ولی — گو کرے سو حیلہ اور از حد سعی
چہوڑتی ہے خلق کب پیچہا ترا — گرچہ تدبیرین کرے تو لاکہا
جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار — اختلاط خلق سے رکہتا ہے عار
یون کہین اسکو کہ ہے یہ مکرو ریو — آدمی سے بہاگتا ہے مثل دیو
اور جو ہووے خندہ رو و خوش ادا — اسکو کب جانے یہ نیک و پارسا
اور جو کوئی ہوئے غنی اور کامران — اسکو بولین ہین یہ فرعون زمان
اور جو کوئی مرد درویش نکو — فقر و فاقہ سے کوئی سختی مین ہو

یون کہین اُسکو جو یہ لاچار ہے / اسکی بدبختی کا یہ ادبار ہے
اور جو کوئی کامران تقدیر سے / رتبۂ شاہی سے اپنے گر پڑے
خوش کہین کب تک ہو یہ گردن کشی / ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی
اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر / تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر
کہولین حق مین اسکے کینہ سے زبان / ہے یہ دون پرور فرومایہ زبان
ہاتھ مین دیکھین جو تیرے کوئی کار / سمجھین تجکو بس حریص اور دنیا دار
اور جو نے کاری کرے تو اختیار / سب گدا پیشہ کہین اور پختہ خوار
اور جو تو باتون ہو بولین تجھے / چق چق و بق بق سدا کرتا ہے یے
اور جو خاموشی کرے تو اختیار / نقش دیواری کہین تجکو پکار
اور کہین نامرد جو ہو مرد یار / ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار
اور دلیری مردمی گر تو کرے / تجکو دیوانہ سمجھ بھاگین پرے
اور کم کھاوین کرین طعنہ اوسے / مال اس کا ہے یہ اور دن کے لئے
اور جو خوش خوراک ہو اور خوش لباس / تن شکم پرور کہین اسکو یہ ناس
بے تکلف ہو جو کوئی مال دار / یہ کہ زینت با تمیزون پر ہے عار
اسکو یون طعنہ کرین یہ بے حیا / ہے یہ بد قسمت نہ پہنے اور نہ کھا
اور جو گھر اچھا بناوے نقش دار / خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار
اسکو دین طعنہ کہ اپنے کو جوان / رکھتا ہے آراستہ مثل زنان
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر / مرد اس کو کب کہین اہل سفر
بیٹھے ہے زن کی بغل مین یہ پڑا / کس طرح عقل و ہنر آوے بجا
اور کرین اہل سفر کو یون خطاب / بخت برگشتہ پھرے ہے یہ خراب
ہے یہ صاحب نصیب ہوتا اگر / پھرتا کیون شہر و بشہر و دربدر
مرد بے زن کو کہین یون خجرہ دمین / اسکے پھرنے سے ہے رنجیدہ زمین
اوکرے گر زن کوئی کہتے ہین یون / پڑگیا دلدل مین سر سے خر کے جون

گر کسی سے بردباری تو کرے
یہ کہین غیرت نہین ہے کچہہ اسے

اور سخی کو یون کہین کر اپنو بس
ہاتہ تیرے ہون گے کل کو پیش و پس

جو ہوا فارغ بنانِ خشک و دلق
رات دن کرتے ہین اسکو طعنہ خلق

باپ کے جون یہ بھی آخر سفلہ مرد
جائیگا دنیا سے با افسوس و درد

کون ہے جو زبان سے جو بچا
باخوشی کنج سلامت مین رہا

جب نہ چہوٹے ہاتہ سے حضرت نبی
دشمنون کی کیا حقیقت اور کی

ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت
کیا کہا ترسانے اُسکو اے شگفت

جورو اور بیٹا مقرر کر دیا
مریم و عیسے کو اسکا بر ملا

پاک ہے وہ ذات اور از زوجہ ولد
لم یلد ولم یولد اللہ والصمد

کب چہٹے کوئی کسی کے ہاتہ سے
مبتلا کو صبر ہر دم چاہیے

کب کوئی یہان جور مردم سے بچا
نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا

کہنے سنے خلق پر مت کر دہیان
صبر کر کے جہہ سے سن یہ داستان

گر سنے تو دل سے یہ میرا بیان
خلق کے ہاتھون سے جب پاوے امان

حکایت بوڑہے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑہا مرد تہا بس بے شعور
عقل کے غم سے تہا وہ جینے سے دور

ناگہان عزم سفر آیا اسے
اپنے بیٹے کو چلا ہمراہ لے

ایک گہوڑی پاس تہی اس پیر کے
ہو سوار اوس پر کیا رستہ کو طے

تہا پسر اُسکا پیادہ در رکاب
ہر دو باہم در کلام و در خطاب

مل گئی جو ایک گروہ رہ روان
یہ کہا سب نے کہ اے بوڑہے میان

خود سوار ہو کر کے طے راہ کو
رحم بیٹے پر نہین کرتا ہے تو

باری باری چاہیے ہونا سوار
تا ہو تو اور بیٹا تہک کے زار

پیر نے یہ بات جو اُن سے سنی
الفت پدری نے دل مین جوش کی

کر دیا گہوڑے پہ بیٹے کو سوار
خود پیادہ ہو لیا زار و نزار

سامنے سے ایک گروہ اور آ گئی / دیکھ اس کو مارنے طعنہ لگی
یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور / ہے یہ خبطی یا کہ مجنون بالضرور
طفل کو بے عذر راکب کر دیا / خود ضعیفی مین پیادہ ہو لیا
راہ طے آسان کرے طفل اور جوان / پیر ہو ایک کوس مین بس ناتوان
یہ نصیحت جو سنی اُس پیر نے / طعنہ پہلون کا بھی یاد آیا اُسے
کرکے دونون قول کے برعکس کار / ایک گھوڑے پر ہوئے دونو سوار
سوچے یون گھوڑے کو تکلیف دین / تاکہ پھر طعنہ سے اوردن کے بچین
اتنے مین اور ایک جماعت آگئی / جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی
اے ستمگر رحم کر یہ بے زبان / بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہربان
چاہیے ایک اسپہ ہووے اب سوار / رکھا اس عاجز پہ تو نے دوگا بار
یہ ستم اس بے زبان پر ہو روا / گرچہ حیوان پر ہے مخلوق خدا
شکر کر حق کا سواری تجکو دی / مہربانی کر تو اسپ اے اخی
جو سنا بوڑھے نے یہ اُن سے بغور / دل مین کی نادانی سے تدبیر اور
یعنے دونو پھر تو گھوڑے سے اتر / پا پیادہ ہو لئے پھر سفر
گرتے پڑتے جاتے دونو اپنے پیش / اور گھوڑی جاتی خالی پیش پیش
اور ایک فرقہ ملا آکر براہ / دیکھا اُس بوڑھے کو باحال تباہ
گرتا پڑتا جا ہے آپ اور وہ پسر / اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر
ہے سواری ساتھہ موجود اُنکے پر / مین پیادہ دونون اور خستہ جگر
پہلے تو اس کے بڑھاپے پر ہنسے / بعدہ پھر اسکو یون کہنے لگے
کیون نہین ہوتا سواری پر سوار / تا نہون محنت سے پا تیرے فگار
حیف ہے ہوتی سواری چھوڑ کر / رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
تجھسا نادان کوئی عالم مین نہین / نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہین
اولٹے ہون سب کام جب آوے قضا / عقل و ہوش و فکر سب ہووین فنا

عقل کامل کو ہو حاصل خیرگی ‌ ‌ فہم روشن پر ہو مائل تیرگی
پیر مرد القصہ حیران ہی رہا ‌ ‌ اور رہبر ہی ہوئے مثل ہوا
جا کے منزل پر کیا سب نے مقام ‌ ‌ وہ رہا رہ مین پڑا با عقل خام
گر نہ سنتا یہ کبھی قول فضول ‌ ‌ راہ چلتا بے ملامت وہ ملول
جو کیا ہر قول پر اُسنے عمل ‌ ‌ راہ چلنے مین پڑا اُسکے خلل
رکھتا ہے ہر کام مین جو اشتغال ‌ ‌ کام مین مؤکے ہون پھر قیل وقال
لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا ‌ ‌ آپ کو امداد توان سے بچا
خلق کے اچھے برے کہنے سے تو ‌ ‌ رنج وغم مین ڈال مت بس آپکو
کہنے سُنے پر نکر ان کے خیال ‌ ‌ کام کر راضی ہو جس سے ذو الجلال
نیک اور بد پر نکر انکے نظر ‌ ‌ کام کا جو کام ہے وہ کام کر
ساقیا آ کھو غم دنیا و دین ‌ ‌ اس سے اُس سے تا مین ہون فارغ کہین
ہو نہ دنیا مین خیال اکتساب ‌ ‌ اور نہ عقبے مین غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیال یار سے ‌ ‌ بیخبر ہون اپنے کار و بار سے
ہون مین یون اندر خیال عشق یار ‌ ‌ غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس مین بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبیون اور عادتون انسان کی سے

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال ‌ ‌ یہ جو ہے بے حال تیری قیل وقال
کھول کان اور لب کو بند کر از مقال ‌ ‌ ہفتہ ہفتہ ماہ وماہ و سال و سال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار ‌ ‌ جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہووے بعض گفتگوے نیک پے ‌ ‌ ہو کے وہ زنار گردن مین پڑے
خوش نصیب ہوتے ہین مردانِ خدا ‌ ‌ بند رکھتے ہین زبان اپنی سدا
کرکے خاموشی بہت سی اختیار ‌ ‌ کرتے ہین دل سے وہ یاد کردگار

خاموشی بس ہے مثال اہل حال — گر بلاوین تو وہ ہو جاتے ہین لال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جوان — تاخموشی ہو تری نطق و بیان
یون رہیگا کب تلک اے بیفروغ — تو گرفتار دروغ اندر دروغ
ہوش مین آاب بھی تو بہر خدا — آپ کو گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموش مجھہ پاس ای جوان — کان دل سے سُن ذرا یہ داستان
تاکہ ہو معلوم تجکو زینہار — فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

تھا کہین اک بادشاہ عالیجناب — اک بیٹا اُسکے تھا نائب مناب
شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذو فنون — تاولیعہد اُسکو مین اپنا کرون
ایک معلم باہنر تعلیم کو — کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
تاکہ اُس سے سیکھ لے بیٹا ضرور — ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
چند عرصہ مین غرض اُسکا پسر — عالم و فاضل ہوا باکر و فر
حل معلومات مجہولات کے — بحث منقولات و معقولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال — ذو فنون دہر ہووے لا محال
چند برسون مین غرض اے نیکنام — ہوگئی تحصیل اوسکی اختتام
دیکھکر فضل و کمال اُسکا تمام — کرتا تھا سو آفرین ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادہ والا حسب — رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
وصف خاموشی کا تھا اُسنے پڑھا — اس لئے خاموش رہتا تھا سدا
علم سے دل پُر تھا لب خاموش تھا — مثل دریا زیر لب درجوش تھا
بادشہ نے جو کمال اُس کا سنا — پاس اپنے جھٹ لیا اُسکو بلا
سامنے اپنے بٹھا کر باخوشی — گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب — سنتا تھا سب کچھہ صواب و نا صواب
بادشاہ اس بات سے حیران ہوا — اور معلم کو بلا کر یون کہا

کر بیان باعث ہے کیا اے باہنر — رہتا ہے خاموش کیون میرا پسر
عرض کی اُسنے کہ جسدن سے شہا — وصف خاموشی کا اُسنے پڑہ لیا
ہوگیا خاموش جب سے یہ پسر — کچھہ نہین اچھی بُری کہتا خبر
شاہ نے اُسپر معین کردئے — چند مردم تا سخن اُس کا سنے
کہدیا سبکو یہ جب بولے کلام — پاس میرے لاؤ اُسکو والسلام
الغرض ایک دن گیا شاہِ جہان — دشت مین بہر شکار وحشیان
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار — اور شہ جنگل مین مشغول شکار
صید گہہ مین ایک تیتر تھا نہان — چھوڑا اُسکو شہ ہوا آگے روان
ناگہان بولا وہ تیتر ایک بار — شاہ نے جھٹ کرلیا اُسکا شکار
شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا — ہنس پڑا اور یون ندیمون سے کہا
جو یہ اسدم جانور رہتا خموش — بند کرتا لب نہ کرتا کچھہ خروش
صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا — کھولا جو لب ایک دم مین سر دیا
گر نہ اسدم بولتا یہہ جانور — قطع کیون ہوتا اب اسکا تن سے سر
جاکے جاسوسون نے یہ دی شہ کو خبر — ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوش ہو باکرام تمام — سامنے اُسکو بلایا لا کلام
یون کہا شہ نے پسر سے میری جان — جو کہا تھا تونے کر مجھہ سے بیان
ہو پشیمان اُس سخن سے وہ پسر — رہ گیا خاموش لب کو بند کر
شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی — شاہزادہ پر نہ کچھہ بولا اخی
غصہ سے بولا وہ شاہ بیخبر — مارو اسکو تازیانہ بے شمر
اُس پسر نے پھر ندیمون سے کہا — کیا یہ تم باتین بناتے ہو سدا
ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا وہان — قطع سر اُسکا ہوا اور مین یہان
ایک سخن کہنے سے یہ پائی سزا — اے سخن گو ڈر تو از روز جزا
ایک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب — تازیانہ تن پہ سو کھائین ہین اب

چق چق و بق بق مین جو رہتے یہان / دیکھیے کیا حال ہو اُن کا وہان
تو بھی اے امداد اب با ہوش رہ / سو حکایت گر سنے خاموش رہ
خاموشی کا ہے قلعہ مضبوط تر / صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
کیونکہ اس عالم مین ہین سود و زیان / ہو زبان سے آفتین اکثر یہان
تا دم آخر ز اول دم مزن / از دم خود کار خود برہم مزن
ساقیا آ ہے کہان تیرا خیال / بیقرار ہی ہے یہان مجکو کمال
آکہین دے خم کے خم ہو نہ سی لگا / جرعہ جرعہ دیکے ترساتا ہے کیا
خم سے بھی تسکین ہو شاید محال / آج قفل میکدے کو توڑ ڈال

اس مین مذمت اور بُرای اُن لوگون کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہین ظاہر مین ساتھ فقرا کے اور باطن پردہ اشقیا سے ہین

کیا ہے دنیا یہ تیرا اعمال ہے / جبہ پشمین ردا رشال ہے
یہ مقام فقر خورشید اقتباس / ہووے کب حاصل کسیکو در لباس
اس ردا و جبہ پر تیرے اخی / مجکو یاد آی دو بیت مثنوی
ظاہرت چون گور کافر پر حلل / واندرون قہر خدا عزوجل
از برون طعنہ زنی بر بایزید / وز درونت ننگ میدارد یزید
ہے تیرا ظاہر خباثت سے بھرا / جسطرح ہو گور کافر پر بلا
اور تیرا اندرونہ اے پسر / ہے بھرا قہر خدا سے سربسر
رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا / بایزید پاک پر اے بے حیا
اور باطن سے تیرے جان اے پلید / سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید
حسن ریا کو آپ سے کرکے بعید / پاک لوگون کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ مین سے بایزید / جاتے تھے اتنے مین ایک کتا پلید

ناگہان ان کے برابر آ گیا
چان چک کتے نے کہولے اپنے لب
اپنے دامن کو بچا پاکس سے لئے
خشک ہون گر مین تو ہے کپڑا ہی پاک
اور جو دیکہے اپنے اندر غور کر
ساتہ دریاؤن سے ہی دہووے اگر
یہ لگے کتے سے کہنے بایزید
آ کرین آپس مین ہم تم دوستی
عرض کی کتے نے اے سلطان دین
مین ہون مردود اور تو مقبول ہے
دیکہتا ہے مجکو جو کوئی بشر
اور تجہے جو دیکہتے ہین خاص و عام
اور یہ ظاہر ہے کہ مین رکہتا نہین
اور تجہہ پاس ایک مٹکا ہے بہرا
مجہہ مین تجہہ مین دوستی کسطرح ہو
رو پڑے سُنکر کے یہ وہ پاک دین
آہ کیون کر ہون گا پہر مین بے خلل
پاک لوگون کا تو ایسا حال ہے
میری ثانی کوئی عالم مین نہین
اور حقیقت مین ہے یہ حال آپکا
دست بر تسبیح در دل گاؤ خر
ہاتہ مین تسبیح دل مین گاؤ خر
ہاتہ سے تسبیح کو تو دور کر

اپنے دامن کو لیا اس سے بچا
عرض کی اسنے کہ اے مقبول رب
مجہسے اب اُسکا سبب سن لیجئے
اور جو تر ہون تو ہو دہونے سے پاک
وہ جنابت تجہمین ہے اے باخبر
پاک کب ہو اُس سے نوا ے بہرہ ور
تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
خوب گذرے گی باہم میری تری
دوستی کے مین تیری قابل نہین
تیری میری اب بہلا کیونکر بنے
دور سے مارے ہے پتہر بے خطر
کرتے ہین تعظیم بے حد اور سلام
کچہہ ذخیرہ وقت اگلے کا کہین
آرد گندم کا اے مرد خدا
مین پلید اور تو ہے پاک اے نیک خو
وائے مین کتے کے بہی قابل نہین
قابل درگاہ حضرت لم یزل
اور یون تیرا خبیث اب فال ہے
عالم و زاہد ولی اور پاک دین
جس سے شیطان بہی امان چاہے سدا
این چنین تسبیح کے دارد اثر
ایسی کب تسبیح رکہتی ہے اثر
ذکر دلبر سے تو دل معمور کر

پھونکدے اس جبۂ ناپاک کو ۔ اور عصا و شانہ و مسواک کو
ظاہر اور باطن تیرا گر ایک ہو ۔ پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر ۔ تیرا ہو جاوے جہنم مین مقر
تو بھی اے امداد اب حق کے لئے ۔ بے خودی مین اب خودی کو چھوڑدے
ہے خودی مین جب تلک بیخود ہے تو ۔ ہو تو بے خود پھر تو خود ہے ہوبہو
خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو ۔ تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ تو
آپ کو اپنے مین اول دیکھ لے ۔ غیر کو کر ترک مل اُس یار سے
معرفت پیداست از عرفان خویش ۔ گر شناسی خویش را گشتی زخویش
ساقیا دہ بے خودی کا جام دے ۔ جس سے مین آپے مین آؤں آپ سے
آپ کھو کر محو ہوں در حسن یار ۔ محو اندر محو ہوں مین زینہار
نام مین و رسم و آثار اپنا سب ۔ ہو فنا اندر فنا ایک لحظ اب

اس مین بیان ہے کہ خدائیتعالی کو صرف خدائی کیواسطے پوجے نہ طمع جنت کے لیے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت ۔ یہ عبادت ہے تیری بھر بہشت
ہے یہی نزدیک اہل دل مقر ۔ دین گھٹا نا جان تو اے بہرور
یعنے مزدوری عبادت پر یہان ۔ مانگتا ہے حق تعالی سے وہان
جا حدیث ماعبدتک لے پسر ۔ تو کلام مرتضے سے یاد کر
یعنے فرماتے ہین یون شاہ علی ۔ عاشق حق نائب حضرت بنی
اے خدائے خالق ہر دوجہان ۔ ہے تو ہی مطلوب مجکو ہر زمان
پوجتا ہون اب نہ تجکو اس لئے ۔ طمع جنت یا نہ خوف نار سے
پوجتا ہون تجکو تیرے واسطے ۔ ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نپایا مین کہین تیرے سوا ۔ پوجنے کے لائق اے میرے خدا

بس مین پوجا تجکو یکتا جان کر　　غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتے ہی طاعت پر اجرت یہ گروہ　　رکہتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ
آرزو اجرت کی عملون پر اگر　　رکہتا ہے تو ہی یہ گمراہی بشر
واسطے حق کے ہے کب اے پرخلل　　طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل
یاد آئی اک مثال اسپر مجہے　　ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہین ایک شخص نے محمود کو　　یہ دیا طعنہ کہ اے شاہ نکو
ہے ایاز ایسا نہ کچہہ صاحب جمال　　جسپہ تو عاشق ہے یون باکمال
سنتے ہی اسبات کے محمود شاہ　　اس سے یون کہنے لگا اے نیک راہ
اُس کی خوئے نیک پر ہون مین فدا　　اور نہ عاشق اُسکے رنگ و روپ کا
نقل ہے ایکدن کہ جاتا تہا وہ شاہ　　ایک کوچہ تنگ کو با عزو جاہ
ساتہ اُسکے تہے جواہر سے بہرے　　چند ایک صندوق اونٹون پر دہرے
اتفاقاً کہا کے ٹہوکر ایک شتر　　اُس گلی مین گر پڑا اے بہرہ ور
گرتے ہی اُس اونٹ کے ای نیک پے　　ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے یک لخت وہان اُس سے بدر　　لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر
دیکہکر اُس حال کو محمود شاہ　　لوٹنے کا حکم دے کر چلدیا
سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تہے　　یک بیک سب لوٹنے پر گر پڑے
چہوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار　　لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمراہ نہ کوئی شاہ کے　　رہ گیا پر ایک ایاز اے نیک پے
دیکہکر سلطان بولا اے ایاز　　تو نے بہی لوٹا ہے کچہہ سے تو ایاز
عرض کی اُسنے کہ اے سلطان مین　　جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہون مین
دور ہو کر اب تیری خدمت سے مین　　کچہہ نہین حاصل کیا نعمت سے مین
قربت سلطان ہو حاصل جسے　　چہوڑ اُس کو پہر وہ کیون نعمت کو لے

ہے طریقت کے خلاف اب یہ کہ یار | غیر حق کو حق سے مانگے زینہار
اس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب | جو سوا حق کے کرے حق کی طلب
نفس پرور ہے جو رکہتے کچہہ نظر | دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار | واسطے حق کے ہے کب اے نابکار
نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور | یعنی بہر جنت و حور و قصور
خواہشات نفس ہین یہ سب کی سب | زہد کے پردہ مین کرتا ہے طلب
کہتا ہے پوجون ہون مین اللہ کو | خواہشات نفسکو پوجے ہے تو
اجر عابد چاہے طاعت پر اگر | ہے وہ طاعت گر سمجہہ اے بیخبر
اجر پر کب تک ہے تو امیدوار | بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار
اُس نے فضل و لطف سے تجکو بنا | اپنے خدمت کے لئے پیدا کیا
باوجود آلودگی کے قد ترا | اپنی قدرت سے مزین کر دیا
اور اس قدر پر تیری اے نیک پے | خلعت عرفان کیا آراستے
ساقیا آدے وہ جام بے قرار | جس سے ہون مین محو اندر روے یار
ہون ہین یون دنیا سے دون سے بیخبر | نے امید خلد نے خوف سقر
خلد اپنے مظہر لطف و جمال | دوزخ ہم کو ہے ظہورات جلال

اس میں بیان ہے شوق چہوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے مراد اس سے محبت آلہی ہے

عمر ضایع اور قضا میری ہوئی | اے ندیم اب بہر حق اوٹہہ تو سہی
تاکہ پہچانوں مین اپنے وقت کو | رائیگان گذرا ہے جو اے نیک خو
کر عطا بہر خدا ایک بہر کے جام | اُس شراب پاک سے اے نیک نام
ہے خوشی کے درد کی بے شک کلید | اُس سے مت رکہہ بہر حق مجکو بعید
اور رہا کر ساقیا ارواح کو | قید سے رنج و الم کے جلد تو

اور چھوڑا جلدی خدا کے واسطے
اس خراب آباد ویران مین مرا
نے تو مجکو نفع خلوت سے ملا
دیر و کعبہ مین پھرا سر مارتا
اب بہت بے چین ہون مین ساقیا
بس شراب بیخودی مجکو پلا
وہ جو عالم ہے اس عالم کے سوا
ایک عالم چاہون اس عالم سے اور
تاکہ ہون مقصود دل سے بہرہ ور
آہ و نالہ شور و غل ایسا کرون
وہ شراب اب ساقیا مجکو تو دے
آتش موسیٰ سے ایک شعلہ ہے یار
طور ہے اُس نور کا سینہ میرا
پس پلا لا کرکے وہ مجکو شراب
ہو وہ ایسی جو پئیے اُس سے ذرا
اٹھہ کہین بھر خدا ہو جلوہ گر
ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے
مطربا کچھہ کہ یہ میری بقا
عیش ہے بے عیش میرا مطربا
کر بیان کچھہ یار کی باتون سے آ
دور کر مجھہ سے اب ایام فراق
بادف و نے سے تو اٹھکر مطربا
تاکہ ہون ہم پر یہ سب لئے نیکنام

تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
خانقاہ و مدرسہ سے دل اوٹھا
اور نہ کچھہ اب سیر سے حاصل ہوا
نے ملا مقصود دل کا کچھہ پتا
ہو میری مشکل کا تو مشکل کشا
قید سے تا یہان کی دل چھوٹے مرا
ہے وہی درکار مجکو ساقیا
ہو نرالا اس سے اس عالم کا طور
خاک ڈالون ہستی موہوم پر
خلق مین ایک حشر سا برپا کرون
استخوان کہنہ کو جو زندہ کرے
اُس شرار پاک کا نور آشکار
خم ہے اُسکا قلب اپنا اے فتا
جس سے ہٹ آوے وہ پھر عہد شباب
دو جہان کی قید سے وہ ہو رہا
صبح ہونی آئی اب مت دیر کر
اور صدائیں مرغ بھی کرنے لگے
رائگان گذری ہے در رنج و عنا
بے عنا کے کچھہ غنا مجکو سنا
دل میرا اُس بن ہے غم مین مبتلا
ہوگئی طاقت میری دوری سے طاق
مجکو اشعار عرب سے کچھہ سنا
عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام

آہ کب تک مین کرون آہ وفغان ایک بھی سنتا نہین وہ جانِ جہان
آہ واویلہ دریغا حسرتا حسرتا صد حسرتا صد حسرتا
پھر سنا مجکو وہ نظم مستطاب جو کہی تھی مین در ایام شباب
عمر سب گذری میری در قیل وقال اپنی غفلت سے ہوا مین پائمال
مطربا اب پھر حق اٹھہ تو سہی کچھہ بھی اب طاقت نہین مجکو رہی
پھر کوئی شعر عجم مجکو سنا تاکہ دل قید الم سے ہو رہا
اور کہہ کوئی تو بیت مثنوی از حکیم مولوی معنوی
بشنو از نے چون حکایت میکند وز جدائیہا شکایت میکند
مشنو از نی بشنو از صاحب نفس کز جمادی نالہ نشنید است کس
نے سے مت سن تو صاحب نفس سے کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے
ہو مخاطب اٹھہ کہین اے بہرہ ور سب زبان سے تو مجھے آگاہ کر
وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو خواب وخور سے تاکہ دل بیدار ہو
دل مرا غافل ہے اپنے حال سے ہے سدا مشغول قیل وقال سے
مبتلا ہون مین پڑا ہے قس اوپر جہل سے بھی اپنے غافل ہے مگر
اور کہتا ہے کہ ہوا اس سے سوا یعنے پامین بیڑی حرص وہوا
سر بسر گمرہ ہوا اے نیک خو اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو
ہے مئے غفلت سے مدہوش اسقدر آپ کی بھی کچھہ نہین رکھتا خبر
ایک مدت گذری ہے اسکے تئین ہے یہ بتخانہ مین یون گوشہ نشین
قہقہا مارے ہین کافر برملا دین اوراسلام پر اُس کے سدا
اب بھی اے امداد تو بہر خدا خواب غفلت سے ذرا تو چونک جا
غیر دلبر کو تو دل سے دور کر جلوۂ دلبر سے دل معمور کر
ماسوا دلبر کے دل مین ہے جو شے ہے وہی معبود تیرا جان لے
یعنے یہ حرص وہوا وحب غیر سب یہ بتخانہ تیرے ہین اور دیر

ہو سکے جتنا نہین دل سے نکال — اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقال
دل مین جب تک تیرے حب غیر ہے — مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے
غیر سے ہے بیر اُسکو اے جوان — غیر ہو جس گھر مین وہ اُس جا کہان
غیر سے تو گھر کو خالی جلد کر — نور دلبر تا ہو اس مین جلوہ گر
ہو کہ تو خاموش قیل و قال سے — ہو خبردار اب تو اپنے یار سے
الغرض امداد تو اپنی کتاب — ختم کر واللہ اعلم بالصواب
سال ہجری بھی ہوئے جب ختم یار — یکھزار و صد و شصت و چہار
جب ہوئی یہ مثنوی یارو تمام — رکھدیا اسکا غذاء روح نام

خاتمۃ الکتاب

بعد اسکے سن تو اب اے دوستان — کر دیا ہے یہ جو کچھ مین نے بیان
شاعری سے مجکو کچھ بہرہ نہین — علم نظم و نثر بھی رکھتا نہین
چاہئے مقصود دل اس یار سے — ہے نہ مطلب خوبی اشعار سے
شاعری سے کچھ نہین ہے مجکو کام — چاہتا ہون یہ کہ ہو جا فیض عام
سنکے یہ زیادہ ہو عشق عاشقان — اور ہو جا دور فسق فاسقان
شاعرون سے کچھ نہین ہے التجا — عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھین اس مین کچھ سہو و خطا — دین بنا اپنے کرم سے بر ملا
کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر — اس مین دین اصلاح بے خوف و خطر

تمت

مختصر فہرست کتب مناسب کتاب ہذا

کتب تصانیف حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمة اللہ علیہ

- ارشاد مرشد مجتبائی — ۰ر
- تصفیة القلوب ترجمہ اردو ضیاء القلوب مجتبائی — ۴ر
- تحفة العشاق مجتبائی — ۱ر
- جہاد اکبر مجتبائی — ۱ر
- رسالہ درد غمناک مجتبائی — ـر
- ضیاء القلوب مجتبائی — ۳ر
- غذائے روح مجتبائی — ۳ر
- گلزار معرفت اردو منظوم — ۲ر
- فیصلہ ہفت مسئلہ معہ ضمیمہ از مولانا اشرف علی صاحب مجتبائی — ۱ر
- کلیات امدادیہ جسمین کل رسائل آپکے یکجائی جمع کئے گئے ہین دیکھنے کے قابل ہین مجتبائی۔ — ۱۰ر
- نالہ امداد غریب — ۰ر
- آداب المصلین مجتبائی فقہ کا اردو عام فہم رسالہ۔ اسمین نجاست طہارت وضو غسل تیمم۔ نماز پنجگانہ جمعہ۔ عیدین کے ضروری مسائل مفصل حال کی زبان کے موافق کتب معتبرہ سے منتخب کرکے لکھے ہین — ۲ر

کتب تصانیف مولانا قاری حافظ محمد اشرف علی صاحب تہانوی

- مثنوی زیر و بم مثنوی مولانا روم کی طرز پر ایک حکایت اور جابجا نکات تصوف۔ — ۴ر
- اکسیر ترجمہ تنویر۔ تحقیق مسئلہ تقدیر — ۶ر
- فروع الایمان۔ ایمان کی شاخین — ۲ر
- سبق الغایات عربی مجتبائی ربط آیات — ۸ر
- اعمال قرآنی۔ مجتبائی — ۰ر
- کرامات امدادیہ — ۴ر
- مکتوبات امدادیہ — ۲ر
- حق السماع در تحقیق جواز و عدم جواز سماع — ۱ر
- صفائی معاملات ضروری احکام روزمرہ کی داد و ستد — ۱ر
- اصلاح الخیال جدید تعلیم یافتون کے شبہات کا جواب۔ — ۲ر
- علاج القحط والوباء قحط اور وبا کے شرعی اسباب و علاج — ۵ر
- طریقہ مولد شریف اصلاح الرسوم کی ایک فصل ہے — ۱ر
- حفظ الایمان۔ چند ضروری مسائل کا جواب۔ — ۱ر
- تعلیم الدین۔ معاش اور معاد کے طریقے از احادیث بہت مفید — ۶ر

دیگر کتب

- اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ زمانہ کی تحقیق جواز و ناجواز۔ — ۳ر
- اوراد رحمانی و اذکار سبحانی۔ مجتبائی فضائل تسبیح و تحمید و تکبیر — ۲ر
- سائنس اور اسلام — عہ
- رونمائے مثنوی — ۰ر
- ایضاً کاغذ ولایتی — ۰ر
- تقویة الایمان مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔ اسکے ساتھہ حسب ذیل رسائل ہین۔ تقویة الایمان۔ تذکیر الاخوان فتوی دربارہ تقویة الایمان دربارۂ علم غیب ترجمہ اردو و عقائد نامہ شیخ عبد الحق منظوم۔ حارق الاشرار سعادت دارین۔ در رد شرک و بدعت خط مولوی محمد اسمعیل شہید۔ — ۹ر
- رفاہ المسلمین ترجمہ اردو رسائل اربعین از مولانا محمد اسحق مسائل ضروری حالات ولادت سے تا وفات جو کچھہ کرنا چاہیے سب بصراحت لکھے ہین مطبوعہ مجتبائی۔ — ۱ — ۳ر

انکے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابین مطبع مجتبائی دہلی سے ملینگی۔